ادبیاتِ عجم

حصّہ دوم

عابد حسن فریدی

(ترمیم شدہ)

ادبیاتِ عجم

حصّہ دوم

نصاب فارسی جدید برائے امتحان انٹرمیڈیٹ

مرتبہ

جناب مولوی عابد حسن صاحب فریدی۔ ایم اے ایل ٹی

پروفیسر فارسی سینٹ جانس کالج آگرہ

ناشر

رام پرشاد اینڈ سنز آگرہ

باہتمام خواجہ فراست حسین منیجر

آگرہ اخبار برقی پریس آگرہ میں چھپی

دیباچہ

ادبیات عجم کا پہلا حصہ ہائی اسکول کے نصاب فارسی جدید میں دوسرا حصہ انٹرمیجیٹ کے نصاب میں اور تیسرا حصہ آگرہ یونیورسٹی کے بی اے کے نصاب میں سالہا سال شامل رہا ہے۔

الحمد للہ کہ تینوں حصے اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کے لئے پسند کئے گئے اور اب تینوں کے نئے اڈیشن شائع کئے جاتے ہیں۔

حصہ اول کی طرح حصہ دوم میں بھی بعض کم دلچسپ مضمون بدل کر بہتر اقتباسات شامل کر دئے گئے ہیں۔

ادبیات عجم میں مختلف تحریروں کے نمونے موجود ہیں۔

پہلا مضمون ایک مشہور ڈرامہ ہے۔

دوسرا ایک دلچسپ جدید فسانہ ہے۔

تیسرا ایک مشہور متصوفانہ ہستی کی سیرت ہے۔

چوتھا مختلف لطائف ادبیہ و نظموں پر مشتمل ہے۔

اسی طرح حصۂ نظم میں اہم مستند شعرا کی اخلاقی اور ملکی نظمیں و مدح پیش

ادبیات عجم کے منتخبات سے قارئین و طالبین کو روشناس کرنے کے لئے
مندرجہ ذیل سطور کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حکایت یوسف شاہ سراج | اصل میں ترکی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اس کا مصنف میرزا فتح علی اخوندزادہ ہے جو تاتاری نسل سے تھا۔ اور انیسویں صدی کے آغاز میں روسی فوج شعبۂ تفلس میں فوجی افسر تھا۔ میرزا فتح علی صاحب سیف بھی تھا اور صاحب قلم بھی۔ ان کی تصنیف سے ایک فسانہ اور چند ڈرامے ہیں۔ ان سب کو میرزا جعفر قراچہ داغی نے فارسی جدید میں ترجمہ کیا ہے لیکن اس خوبصورتی اور قابلیت کے ساتھ کہ ترجمہ نہیں بلکہ اصلی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ ڈراموں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) سرگزشت وزیر خان لنکراں۔
(۲) حکایت خرس دزد افگن
(۳) سرگذشت مرد خسیس ۔
(۴) حکایت وکلائے مرافعہ
(۵) حکایت موسیٰ ژوردان حکیم نباتات و مست علی شاہ مشہور بجادوگر
(۶) حکایت ملا ابراہیم خلیل کیمیاگر۔

ساتواں یہ فسانہ حکایت یوسف شاہ سراج ہے۔ اگرچہ اس میں فسانہ اور ڈراما کے انداز بیان ملے ہوئے ہیں لیکن چونکہ ایکٹ اور سین کی

ترتیب و تقسیم اس کے اندر نہیں ہے۔ اس لئے اس کو ڈراموں کی فہرست سے جدا کیا جا سکتا ہے۔

پہلی بار ان سب کا مجموعہ ۱۸۷۴ء میں طہران میں شائع ہوا، اس کے بعد الگ الگ اور دو دو تین تین کے مجموعے مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے۔ قبول عام کا یہ عالم ہے کہ انگلش، فرنچ، جرمن زبانوں میں اصل ترکی اور فارسی سے ترجمہ ہو چکے ہیں۔

یوسف شاہ سراج کا قصہ ان سب میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے یعنی یہ واقعہ جو فسانہ کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک تاریخی واقعہ ہے اور "تاریخ عالم آرائے عباسی" میں مذکور ہے۔

شاہان مشرق کو منجموں کی پیشین گوئی پر ہمیشہ اعتقاد رہا ہے اور تاثیر نجوم کے قائل رہے ہیں۔ ایران میں یہ اثر بہت زیادہ تھا بلکہ آج تک اہل ایران اس اثر سے خالی نہیں ہیں۔ دربار شاہی میں ہمیشہ منجم حاضر رہتے ہیں اور ان کی پیشین گوئی اور ہدایت پر عمل ہوتا رہا ہے۔ ایران میں صفوی خاندان کا شاہ عباس اول بڑا جلیل القدر حکمران ہوا ہے۔ ۱۵۸۶ء سے ۱۶۲۸ء تک اس نے حکومت کی ہے۔ تخت نشینی کا ساتواں سال تھا کہ شاہی منجم نے پیشین گوئی کی کچھ عرصہ کے لئے تاثیر نجوم حکمراں کے لئے ناموافق و غیر مساعد ہے۔ چنانچہ شاہ عباس نے نجومیوں اور عالموں کے مشورے سے اپنی تمام بی بیوں کو طلاق دیدی اور ترک سلطنت کر کے

گوشہ نشین ہو گیا۔ سلطنت میں ایک شخص تھا یوسف نام زین سازی کا کام کرتا تھا لیکن تعلیم یافتہ اور روشن خیال۔ مجتہدین عصر کی بے عنوانیوں اور علما کے مظالم سے آگاہ تھا اور ان لوگوں کے اعمال پر جرح و قدح کرتا رہتا تھا۔ اس لیئے یہ مقدس فرقہ یوسف زین ساز کا سخت دشمن تھا۔ اس وقت انتقام کا موقع ملا۔ ان بزرگوں نے ستاروں کی نحوست یوسف کے سر پر ڈالنے کے ارادے سے شاہ عباس کو مشورہ دیا کہ اس ملحد زین گوز نام سلطنت سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یوسف نے تین روز تک نہایت شان و شوکت اور عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ تاثیر نجوم کا زمانہ گزرنے کے بعد زین ساز معزول اور شاہ عباس تخت نشین کر دیا گیا۔ یہ تاریخی واقعہ ہے جو نہایت دلچسپ تفصیل کے ساتھ حکایت یوسف شاہ سراج میں بیان کیا گیا ہے۔

رستم در قرن بیست و دوم | ایران جدید کے مشہور و ممتاز مصنف صنعتی زادہ کرمانی کی تصنیف ہے۔ اس فسانہ کا ابتدائی حصہ ادبیات عجم حصہ اول میں درج کیا گیا ہے۔ اسی قصہ کا ایک ٹکڑا یہاں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ حصہ زبان و بیان کے لحاظ سے حصہ اول کے اقتباس کے مقابلے میں ذرا دشوار ہے۔ اس لئے اس کو انٹرمیڈیٹ کے لئے موزوں سمجھا گیا۔ قصہ نہایت حیرت انگیز اور بیان نہایت دلکش ہے۔

فلاورنس نیت انگلی | میرزا محمد منشی نے ایک کتاب "دوست داران بشر" کی جلدوں

میں مرتب کی ہے جس کی ایک جلد میں مشاہیر رجال کے حالات ہیں۔ ایک میں مشاہیر نسواں کے مؤلف ایران جدید کا مشہور انشا پرداز ہے۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلینڈ و ایڈنبرا کا ممبر ہے۔ اپنے وطن کی قدردانی سے بھی اس نے دو علمی تمغے "نشان علمی" اور "نشانِ شیر و خورشید" حاصل کئے ہیں متعدد کتب تاریخ و ہیئت و ادب کا مصنف و مؤلف ہے۔

یہ مضمون "دستاران لشکر جلد دوم" سے لیا گیا ہے۔ اور مشہور نوع خواہ و محبۂ وطن خاتون فلورنس نائٹ انگیل (Florence Nightingale) کی سیرت پر شامل ہے۔ صاحبۂ سیرت کی نوع خواہی و رضاکاری اور صاحب مضمون کی انشا دازی اور زورِ بیان دونوں یک جا ہو کر نہایت مؤثر ہو گئی ہیں۔

بدیہہ گوئی: حاضر جوابی | ایک جدید کتاب "بزم ایران" آراستۂ آیۃ اللہ زادۂ یزدی آقائے حاجی سید محمد رضا طباطبائی کا انتخاب و اقتباس ہے۔ مصنف چند سال ہوئے ایران سے ہندوستان آئے اور دربار ریاست رامپور میں باریاب ہوئے چند سال ہوئے انتقال ہو گیا۔ انھوں نے ۱۹۲۶ء میں کتاب بزم ایران مرتب کی۔ ساڑھے پانسو صفحہ کی ضخیم کتاب شروع سے آخر تک لطائف علمیہ و ادبیہ و شعریہ سے بھری ہوئی ہے۔ طرز تحریر قدیم و جدید اسالیب کے امتزاج و آمیزش کا نمونہ ہے۔ لطائف منتخبہ علمی فائدہ اور ادبی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

حسنہ نظم | فارسی زبان کے شعرائے ایران و ہندوستان کا کلام مدارس و مکاتب

اسکول و کالج کے نصاب تعلیم میں ہمیشہ شامل رہا ہے۔ شیخ سعدی ۔ امیر خسرو
سلمان ساوجی ۔ خواجہ حافظ ۔ عمر خیام ۔ مولانائے روم ۔ فردوسی ۔ نظامی ۔ جامی
وغیرہ متقدمین و متوسطین کے قصائد، غزلیات و مثنویات درسی کتابوں کے
اہم و وسیع اجزا رہے ہیں۔ لیکن ایران کی شاعری نے سب سے آخری اور موجودہ
دور میں جو رنگ بدلا ہے اور جو نظمیں دنیائے ادب کے سامنے پیش کی ہیں ان سے
ہندوستان کا طبقہ علما و شعرا ابھی بڑی حد تک ناواقف ہے۔ ہندوستان میں ان
فارسی کا رواج جو کچھ ہے وہ مدرسوں اور اسکولوں اور کالجوں میں ہے اس لئے
فارسی جدید اور اس کی شاعری سے آگاہی بھی انہی ذرائع سے پیدا کی جا سکتی
ہے چنانچہ ریڈر ریڈنگ کی کتابوں میں فارسی کی نثر جدید کے ساتھ نظم جدید کا
انتخاب بھی شامل ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے۔

ہم نے ادبیات حصہ دوم میں جو نمونے جدید نظم فارسی کے منتخب کئے ہیں
وہ دو نہایت مشہور اور مستند شاعروں کے ہیں۔ بہار مشہدی کی قابلیت کا اندازہ
اسی سے ہو سکتا ہے کہ اس کو ملک الشعرا کا خطاب حاصل ہے اس کی نظمیں کسی ایک
اخبار یا رسالہ میں شائع ہوتے ہی مختلف پرچوں میں نقل ہوتی اور تمام ایران میں مشہور
ہو جاتی تھیں۔ اکثر نظمیں مشہد کے اخبارات خراسان طوس۔ نو بہار میں شائع ہوئیں
اور حبل المتین۔ ایران نو ترقی میں نقل کی گئیں۔ بہار کا انداز بیان نہایت دلکش و
موثر ہے۔ قافیوں کا انتخاب اور اس کی بندش قاآنی کی طرح خوبصورت و شگفتہ

فہرست مضامین ادبیات عجم حصہ دوم

نثر

صفحات	مصنف	مضامین
۱	میرزا قراجہ داغی	۱۔ حکایت یوسف شاہ سراج
۵۹	صنعتی زادہ کرمانی	۲۔ رستم در قرن بست و دوم
۸۱	میرزا محمد منشی	۳۔ فلورنس نیت انگل
۹۷	آیۃ اللہ زادہ یزدی آقائے حاجی سید محمد رضا طباطبائی	۴۔ بدیہہ گوئی و حاضر جوابی

نظم

صفحات	مصنف	مضامین
۱۰۶	ملک الشعرا بہار مشہدی	۱۔ الحمد للہ الحمد للہ
۱۰۸	" "	۲۔ عید نوروز
۱۱۱	آقائے سید اشرف الدین رشتی نسیم	۳ مبارک است
۱۱۲	" "	۴ نوحۂ ملی
۱۱۴	" "	۵ نصیحت
۱۱۶	" "	۶ اقرار و انکار
۱۱۸	" "	۷ مبارک باد
۱۲۰	" "	۸۔ باران آمدہ
۱۲۱	" "	۹۔ تبریک با عید

اس کی نظموں کی اکثر بحریں ترنم ریز اور ولولہ خیز ہیں مستزاد نے کلام کو
ہے۔ دلچسپ اور موزوں ہیں۔ واقعات نہایت برجستگی اور بیساختگی کے ساتھ نظم کرتا ہے
دوسرا شاعر اشرف الدین رشتی ہے یہ بھی نہایت مقبول شاعر ہے۔
بڑا پرگو ہے سیکڑوں نظمیں مختلف واقعات وحالات پر لکھی ہیں اور ہر نظم میں حب
وطن اور درد قوم نمایاں ہے معمولی سے واقعہ اور ذرا سی بات کو اپنی نظم کے ذریعہ
سے نہایت موثر بنا دیتا ہے طبیعت کی ظرافت اکثر نظموں میں جھلکتی ہے۔ اس کی
نظمیں اکثر مجلہ نسیم شمال میں شائع ہو کر مقبول و منقول ہوتی تھیں۔ نسیم کے
مجموعہ کلام کا نام بھی نسیم شمال ہے جس سے اس کی نظموں کا انتخاب کیا گیا
ہے۔ نسیم کی نظموں میں روانی اور صفائی بہت ہے۔ لیکن قیود و قوافی کی ہر جگہ
پابندی نہیں کرتا۔ آزادانہ لکھتا ہے۔ ضرورت وقت کو سمجھ کر لکھتا ہے۔
بہت لکھتا ہے۔ اور پھر بھی خوب لکھتا ہے

کمترین
عابد حسن فریدی

آگرہ
۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء

حکایتِ یوسف شاہ سراج

کیفیت قضیۂ عجیب در اوایلِ سلطنتِ صفویہ ہنگامیکہ محمد شاہ صفوی بجہت وقوع بعضے حوادث سلطنت را بہ پسر خود شاہ عباس اول تسلیم نمودہ بود. سالِ ہفتم جلوس شاہ عباس در قزوین پایۂ تخت سلاطین مزبورہ واقع می شود

در اولِ فصلِ بہار سہ روز از عید نوروز گذشتہ ساعت بعد از ظہر شاہ عباس اول با محبوبۂ خود سلمیٰ خاتون در قصر نشستہ مشغول صحبت[1] است۔

آقا مبارک خواجہ باشی (پردہ را بلند کردہ تعظیم بجا آوردہ عرض می کند) میرزا صدرالدین منجم باشی[2] می خواہد بزیارت قبلۂ عالم مشرف شود. برائے

---

[1] صحبت - گفتگو

[2] منجم باشی - شاہی نجومی - نجومیوں کا سردار. باشی کا لفظ عہدہ کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

شاہ۔ (بہ سلمیٰ خاتون اشارہ می کند بحرم خانہ برود۔ بخواجہ باشی امر واجبی[1] می فرماید) بگو بیاید۔

(منجم باشی بحضور شاہ مشرف شدہ تعظیم و تکریم بجا می آورد)

شاہ۔ میرزا چہ چیز است۔

منجم باشی۔ قبلۂ عالم سلامت باشد! این اوقات از سیر کواکب بخوبی معلوم می شود کہ پانزدہ روز از عید نوروز گذشتہ مریخ[2] با عقرب[3] مقارنہ[4] وارد و تاثیر این قران نحسین[5] است کہ در مشرق زمین بالخصوص در ملک ایران بوجود صاحب سلطنتی صدمۂ عظمیٰ خواہد رسید۔ بنا برین بندہ کہ مخلص و جان نثار این آستانۂ سنیہ[6] می باشم۔ بر خود واجب دانستم کہ پیش از حادثہ این کیفیت را بقبلۂ عالم معروض کنم

۱ہ امر واجبی۔ ضروری کام

۲ہ مریخ۔ ایک سیارہ جس کو جلادِ فلک بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کو مارس کہتے ہیں۔

۳ہ عقرب۔ آسمان کا برج ہشتم جو منحوس مانا جاتا ہے۔

۴ہ مقارنہ۔ قریب ہونا۔ یعنی تاروں کا ایک برج میں جمع ہونا۔

۵ہ قران نحسین۔ دو منحوس ستاروں کا یکجا ہونا۔

۶ہ آستانۂ سنیہ۔ دربار روشن۔

آں اوقات شاہ منتہا[1] بیست و دو و سہ سال زیادہ تر نداشت و در آں سنِ جوانی ہم واضح است کہ زندگانی چہ قدر شیریں و عزیز و گرامی می شود خصوص کہ درجات علیائے تختِ سلطنت کامرانی و کامیابی داشتہ باشد خبر منجم باشی شاہ جوان را سخت بوحشت انداختہ فی الفور رنگش پریدہ بطورے خود را می بازد کہ گویا بیہوش شدہ بعد از دقیقہ چند سر بلند کردہ بمیرزا صدرالدین می فرماید) خوب مرخصی[2] بدہ بار منجم باشی سر فرود آوردہ بر میگردد)

شاہ۔(نیم ساعت در قصر بفکر فرو پیچیدہ بعد بہ آقا مبارک رومی کند) فراش روانہ کن۔ میرزا محسن وزیر۔ زمان خاں سردار میرزا یحییٰ مستوفی[3] و آخوند صمد ملا باشی را بحضورِ من بیاورد

(خواجہ بیروں رفتہ فراش فرستادہ اشخاص مفصلہ را حاضر نمودہ بعد از اذنِ درو و تعظیم و سجدہ بعمل آوردہ مترصد[4] فرمان می ایستند)

شاہ۔شمارا بجہتِ دفع حادثہ بہ مشورت خواستہ ام کہ در تقدیر آں حادثہ باید تدبیرے کنید مصلحتے بہ نمائید چوں کہ مجلس خاص است از

---

[1] منتہا۔ یعنی زیادہ سے زیادہ   [2] مرخصی۔ یعنی اجازت ہے۔

[3] مستوفی۔ سکریٹری۔ ناظم۔ دیوان

[4] مترصد۔ امیدوار

جانب سنی الجوانب اجازت می شود بنشینید در این باب کنگاش کنید۔
(اشخاص فرایش شاہ را بجا آوردہ بعد شاہ خبر منجم باشی را بہ ایشاں القا می فرمایند۔ دبرائے دفع حادثہ از وجوہ خود از ایشاں رائے میجویند حضرات را تحیرے رو دادہ پس از لمحۂ سکوت میرزا محسن وزیر اظہار رائے می نماید۔)

نطق میرزا محسن وزیر

خلاص و ارادت بندہ کمیں نسبت بدولت علیہ از بدیہات است۔ البتہ در خاطر مبارک قبلۂ عالم ہست کہ ایام سلطنت پدر بزرگوارت از بے کفایتی و بے خیالئے مباشرین سابق امور دولت جلیلہ خزانۂ عامرہ بچہ مرتبہ از نقود خالی شدہ بود از روزیکہ این عمل عمدہ بہ اطلاعات چاکر محول است برائے معموری خزانہ

---

۵۱ سنی الجوانب۔ وہ چیز جس کے اطراف روشن ہیں۔ جانب سنی الجوانب سے مراد ہے خود بادشاہ کی طرف سے۔
۵۲ کنگاش۔ مشورہ

۵۳ القا۔ مطلع کرنا۔
۵۴۔ بدیہات ظاہر و روشن باتیں۔

۵۵ بے کفایتی۔ بے لیاقتی
۵۶ مباشرین۔ کام کرنے والے۔ ذمہ دار

۵۷ محول۔ سپرد

تدبیر کرده قرار گذاردم که هر که از چاکران دربار به شغلے منصوب و به ولایتے بحکومت مامور شود به فراخورِ[۱] حال مبلغے برسم پیشکش تسلیم خزینه نماید۔ و علاوہ هر وقت قبلۂ عالم کاشانۂ امیرے را به تشریف قدوم مبارک میمون فرماید صاحب کاشانۂ اقمشۂ[۲] نفیسه پاے انداز با پیشکش نقد خود را ممتاز بدارد۔ بواسطۂ این نوع تدبیر من اکنون که سال هفتمین جلوس قبلۂ عالم است۔ بحمد اللہ خزانۂ عامرہ از نقود وافرہ[۳] مملو[۴] است درباب پیش رفت امور وزارت از طرف بندۂ کمین بے تجربگی غیر متصور است اما در مقابل تاثیرات کواکب از تدبیرات عاجز و متحیرم۔

(بعد از آں زماں خاں سردار نطق میکند)

اگرچه این چاکر ریش خود را در خدمت دولت علیه به اخلاص و هنر سفید کرده ام مثلاً ده سال قبل برین از طائفۂ عثمانیه پسر عسکری بکر پاشا دمرچی اوغلی قریب هفتاد هزار نفر قشون[۵] مسلح شده بودند بخاک بهجوم بیا وردند۔ پدر بزرگوار قبلۂ عالم

۱۔ فراخور۔ موافق۔ مطابق ۲۔ اقمشه۔ جمع قماش۔ کپڑے

۳۔ نقود وافرہ۔ کثیر دولت ۴۔ مملو۔ بھرا ہوا

۵۔ قشون۔ لشکر۔ فوج۔

سرداری قشون ایران را بمن واگذار[51] نمودند - هر چند قشون ما هم در
عدد کمتر از طائفهٔ عثمانیه نبودند - اما من حیف خوردم که قشون فرقهٔ[52]
ناجیه را در مقابل گروه[53] ضاله بمعرض تلف بنیدازم بنا بر آن امر کردم
که از سرحد عثمانیه تا نهایت ملک آذربایجان جمیع زراعت دهقانِ
آنجا را تالان[54] و چارپایه شان را تاراینده[55] بیاورند - و راهها و
پلهائے سر راه را جمیعاً خراب کنند وقتیکه - بکرپاشا بسرحد داخل
شده بود دیگر یک نفر از سپاه و لشکر ما را در مقابل خود ندید
اما راهها بمرتبه خراب و ویران شده بود که هرگز قادر بر حرکت
توپخانه نشده ناچار توپخانه را در سرحد گذارده پیاده و سواره
قشون را بے توپ و توپخانه برداشته بانواع زحمت و مرارت[56] وارد تبریز
شدند و بهر ناحیه که برائے تحصیل آذوقه سوار روانه کرد حبّهٔ گندم و
جو یا گاو گوسفندے گیر نیاورده[57] بعد از سه روز افتان و خیزان
گرسنه و افسرده - لاعلاج و پریشان - کوس رحلت زده از تبریز گریخت

۵۱ واگذار - سپرد
۵۲ فرقہ ناجیہ - نجات پانے والا فرقہ یعنی مردم ایران
۵۳ گروہ ضالہ - گمراہ گروہ - یعنی ترک لوگ۔
۵۴ تالان تباہ -
۵۵ تاراینده - لوٹ کر - غارت کر کے۔
۵۶ مرارت - تلخی یعنی مصیبت
۵۷ گیر نیاوردہ - حاصل نہ کر سکا۔

به همین تدبیر ملک ایران از هجوم طوائفِ بیگانه محفوظ ماند. خراب کردن راهها و ریختنِ پلها بمرتبه مفید افتاد که دولت علیه بعد از گریختن بکرپاشاهم برائے عدم قدرتِ درودِ قشونِ بیگانه سنجاکِ ایران آبادی خرابیهائے مرا اصلاح ندیدند. هنوز هم به همان حالت باقی است از این جهت از قشونِ دولتِ علیه داغ یکے خونے نه شده جملهٔ عساکر منصوره از وحشتِ دشمنیٔ همسایه سالم ماند در خصوص این قسم کارها پیرو سگِ آستانهٔ علیه از تدبیر عاجز نیست. اما در مخالفتِ کواکب عقل[۵۱] کاسر از تدبیرِ علاج قاصر است.

(وحشتِ شاه افزون ترمی شود. بعد میرزا یحیی مستوفی گفتار میکند)

میرزا یحیی. این بندهٔ حقیر از آنجا که دست پروردهٔ وزیر و از نزدیکان او بوده. از برکتِ وجودِ ایشان باین منصب رسیده ام در اظهار اخلاص و صداقت بکلی پیرو نیتِ حسنه و قواعدِ محسنهٔ ایشان می باشم معروض خاکپائے مبارک هست که عمل مواجب[۵۲] قشونے و صاحب منصبانِ خورده[۵۳] پا بموجب فرمان قبلهٔ عالم و بامضائے[۵۴] من از مداخلِ ولایتها حواله می شود. و چون در خزانه

---

۵۱ عقل کاسر - عقل ناقص　　۵۲ مواجب - تنخواہ

۵۳ خوردہ پا - ادنیٰ درجہ کے لوگ - ماتحت　　۵۴ امضا - دستخط

عامرہ چنانکہ وزیر ذکر نمودہ نقصان نقود مشاہدہ شدہ بود بنابرایں
من ہم از ازیں جہت افسردہ دل بودم۔ اگرچہ فرایین مواجہا را
امضا و بولایتہا حوالہ می نمودم برائے اینکہ قطع کردنِ مواجہا دولت
علیہ را در نظر باسبے اعتبار نماید۔ امّا در خفیہ بہمہ حکام ولایتہا پیش
از وقت مکتوب ہا می فرستادم کہ بدونِ نوشتہ جداگانہ من محض موجب
فرمان از اجرائے مواجب احتراز نمایند۔ و سبب ہمیں تدبیر
من مداخلِ خزانہ عامرہ روز افزوں و خیلے تفاوت کردہ است
اہلِ قشون و صاحب منصبہا ہم ہر چند از وصول مواجب ماندہ
اند۔ امّا الحمد للہ بجہت صلح و آسایش و کمال ارزانی ایران چنداں
بمواجب محتاج نشدہ اند در خصوص این قبیل کارہا ذہن دقیق
چاکر ید[1] بیضا می نماید۔ لیکن برائے ردِّ تاثیر کواکب راستی عقلم بجائے
نمی رسد و چارہ نمی تواند کرد۔

(نوبت بہ مُلّا باشی رسیدہ عرض میکند)

مُلّا باشی۔ جناب اقدسِ باری وجودِ مبارک قبلۂ عالم را بحرمت[2]
ائمۂ اطہار از جمیع آفات سماوی و ارضی محفوظ نگاہ دارد اخلاص و

---

[1] یدِ بیضا می نماید۔ یعنی معجزہ دکھاتا ہے۔ کمال کرتا ہے۔

[2] بحرمت ائمۂ اطہار۔ یعنی پاک اماموں کی برکت سے

صداقتِ این داعی[٥١] دوام دولتِ قاہرہ نسبت بسلسلۂ جلیلۂ صفویہ
از توصیف خارج است۔ ورزبانِ پدرِ بزرگوار قبلۂ عالم کہ بمنصب
ملّا باشی گری[٥٢] سرفراز شدم نصف ایران حتیٰ نصف پائے تخت ہم
سنّی بودند۔ اولاً بسبب مواعظِ حسنہ[٥٣] وثانیاً بجہۃ تخویفات[٥٤] کثیرہ ہمہ
سنیہارا براہِ راست مذہب اثنیٰ عشریہ[٥٥] ہدایت کردم اکنوں از
کرم خدا و کرامتِ من در صفحۂ ایران پنج و شش نفر زیادہ تر
سنّی بہم نمی رسد۔ درین باب از اہلِ ایران ہم کمال رضامندی را
دارم کہ بجبر و تکلیف[٥٦] از مذہبہائے قدیمی آبا و اجداد و شان
دست برداشتہ ہدایت یافتند حتیٰ من خواستم کہ بہ جہود[٥٧] و
ارمنی[٥٨] ہم دست بیندازم۔ آنہا را ہم بہ مذہب شیعہ برگردانم
امّا بعضے مردمان خیر اندیش مصلحت نہ دیدند کہ لزومے ندارد[٥٩]

---

٥١ داعی۔ دعاگو۔

٥٢ ملّا باشی گری۔ ملاؤں اور مذہبی پیشواؤں کی سرداری۔

٥٣ مواعظِ حسنہ۔ عمدہ نصیحتیں۔

٥٤۔ تخویفاتِ کثیرہ۔ بہت سا ڈرانا دھمکانا۔

٥٥ اثنیٰ عشریہ۔ وہ مذہب جو بارہ اماموں کو مانتا ہے۔ مراد ہے شیعہ مذہب

٥٦۔ تکلیف۔ ہدایت و تبلیغ

٥٧ جہود۔ یہودی

٥٨ ارمنی۔ آرمینیا کے عیسائی

٥٩ لزومے ندارد۔ کچھ ضرورت نہیں ہے۔

چوں در ہر خاک جهود وارمنی هست در خاک ما هم چند نفر بوده باشد عیب ندارد۔ علاوه برایں در ملکِ اسلام موافقِ احادیثِ صریحه مالکِ تخت وتاج را واجب الاطاعت و شریف الذات نمیدانند۔ ایں درجهٔ عالیه را حقِ امام وبه نائب امام از مجتهدینِ اعلم متعلق می دانند۔ اما من بجمیع خطیب ها نوشتم در همه ولایتها در مساجد به منابر[۵۱] بالا رفته اعلان نمایند که همال احادیث بسلسلهٔ صفویه شامل نیست زیرا که از خاندانِ نبوت و دودمانِ امامت ظهور کرده اند و واضح است که ائمه (صلوات الله علیهم) هم آں احادیث را در حق غیر فرموده اند نه در بارهٔ اولاد خود اما ایں اوقات که وجود قبلهٔ عالم از تاثیر کواکب در محل خطر است دلِ من از غصه مثل ماهی در میانِ تابه بریاں می شود بعقل قاصر هیچ میرسد که خود آں ملعون منجم باشی زیاده تر از ما چارهٔ ایں کار را بد اند۔ بقبلهٔ عالم، خیانت کرده است تاثیر کواکب را بروز[۵۲] داده است علاجِ دفع آں را اظهار نکرده است البته بنا بفکرِ خبیث که زهر را نموده است پا زهر[۵۳] را چرا باید پنهان کند و خود

---

۵۱ منابر۔ منبر کی جمع ۵۲ بروز۔ ظاہر کرنا۔

۵۳۔ پازہر۔ زہر مہرہ جس سے زہر کو دور کیا جاتا ہے ۔

را کناره بکشد۔ پیغمبر (صلوات اللہ علیہ) فرموده است "کلُّ منجّمٍ کذّابٌ" این حدیث راسن به احوال خود آنها میده هم نه بر علم آنهاچون که اخبار آن ملعونها اکثر اوقات نتیجه بخشیده است امّا خود شان دروغ گو و بد ذات هستند۔ قبلۂ عالم خود اورا خواسته برائے دفع این حادثه علاج بخواهد اگر عذر بیا درد گرد نقش را بزند (پیدا است ملّا باشی عداوت سابقه داشته است که این کیفیت را برائے خود دست آویز بزرگ مشاهده نموده پدر او و سایر منجّمین را آتش بزند الحق از انصاف نباید گذشت۔ منجّم باشی هم بالیست خیلے احمق بوده باشد زیراکه چه لازم شده بوده که هیچ خبر وحشت اثرے را به شاه بدهد و باعث این قیل و قال شود و خود را بهلاکت اندازد۔ گویا در اواخرِ این بحث را منجّم باشی وارد آورده اند۔ جواب گفته است "من ترسیدم که اگر این خبر پیش از دیگران بشاه نمی رساندم منجمهائے دیگر آن را می رسانیدند من در نظر شاه خرد ناداں قلم می رفتم۔ از منصب معزول می شدم)

(بهر صورت برائے همان خبر نامبارک شاه از منجّم باشی بے میل[۱] شده بود۔ تحریک ملّا باشی هم مزید بر علّت گشته کمال غیظ پریشان روے داده خواجه باشی را بخ خلقی صدا کرده می فرماید)

---

[۱] بے میل: ناراض۔ رنجیده

الآن فراشے بفرست منجم باشی را بیاورند (منجم باشی را حاضر می کنند)

شاہ - (مثل شیر غضبناک دو زانو نشستہ روی کند بمنجم باشی) پدر سوختہ[51] مرا از آفت کواکب می ترسانی علاجش را پنہان میکنی؟

جلاد! (بیک طرفۃ العین[52] جلاد مہیب کمرش خنجر و بدستش طناب می رسد روح منجم باشی بیچارہ پرواز کردہ مثل برگ می لرزد و خطاب بجلاد) بزن گردن این سگ ملعون را۔

سردار زمان خان - (اگرچہ اہل شمشیر بودہ است اما بسیار آدم رقیق القلب[53] می بودہ است. بحالت منجم باشی ترحم کردہ سراپا ایستادہ[54] عرض می نماید) تصدق شوم! بعد از آنکہ گردن این سگ را بزنند برائے دفع حادثہ علاج را از کہ خواہیم پرسید این بندۂ ذلیل استدعا دارد کہ بحرمت ریش سفید من از قتل او گذشت کنند و در خصوص علاج دفع حادثہ از وے جویائے تدبیر شوند. اگر بر وفق جواب ندہد. آن وقت مقصر[55] و مستوجب[56] قتل است قبلۂ عالم اختیارش را دارد

---

۵۱ پدر سوختہ - ایک گالی ہے

۵۲ طرفۃ العین - پلک مارتے - فوراً

۵۳ رقیق القلب - نرم دل -

۵۴ سراپا ایستادہ - سیدھا کھڑا ہو کر۔

۵۵ مقصر - قصوروار

۵۶ مستوجب - مستحق - لائق -

شاہ۔ (بجلاد) خوب کارندا شتہ[۵۱] باش۔ بگذار ہماں جا خودت برو!
(بعد بہ منجم باشی) ملعون فی الفور برائے دفع حادثہ علاج پیدا کن
(منجم باشی بیچارہ کہ در حالتِ بد بودہ برائے حادثہ علاجے
نمی دانست۔ امّا از ترس مرگ و ہولِ جان نتوانست اظہار کند
عرض کرد):۔
تصدّقت شوم! علاجِ حادثہ ممکن است۔ یک ساعت مہلتم
بدہید۔ بروم بہ زیجِ الغ بیگ[۵۲] ملاحظہ کنم۔ بہ گردم۔ عرض
می کنم۔
(در زیج الغ بیگ برائے دفع ایں نوع حادثات چیزے
مسطور نہ شدہ است منجم باشی خواست ہمیں بہانہ خود را نزد استادش
مولانا جمال الدین بیند۔ از دوا ز او مشورت کند۔ او را در علمِ نجوم
از خود ماہر و تجربہ کار می دانست۔
شاہ۔ (رخصت داد۔ بیش از آنکہ منجم بیروں برود۔ آغا مبارک داخل
شدہ عرض کرد)

---

۵۱ کارندا شتہ باش۔ کام ملتوی کرو۔ ٹھہر جاؤ۔
۵۲ زیجِ الغ بیگ۔ جنتری یا زائچہ کی کتاب

مولانا جمال الدین میخواہد بحضور مبارک مشرف شود۔

شاہ فرمود "صداکن بیاید" (منجم باشی) قدرے ہانجا بالیست۔

(مولانا داخل اطاق شدہ لازمۂ ستائش بعمل آوردہ بہ اشارۂ شاہ نشستہ عرض کرد)

قبلۂ عالم سلامت باشد! اگرچہ ایں بندہ بہ سبب پیری از درخانہ باز ماندگوشہ اختیار کردہ ام۔ لاکن ایں اوقات یعنی پانزدہ روز از نوروز گذشتہ از اقتران[۱] مریخ و عقرب بذاتِ مبارک قبلۂ عالم احتمالِ صدمۂ اعظمی می نمود۔ برائے آنکہ منجمین جوان از کیفیت مطلع و بانئ[۲] صرافت بنودہ باشندہ۔ از واجبات دانستم بحضورِ پُر نور مشرف اند و زم دہیشِ وقوع حادثہ را اعلام و برائے دفع آں تدبیرے اعلان کنم۔

شاہ۔ (نہایت خوش حال شدہ فرمودہ) مولانا ماہم دراین خصوص گفتگو می کردیم۔ حادثہ معلوم است تدبیرش را اظہار بکنید۔

مولانا۔ قبلۂ عالم دریں ایام نحوست یعنی تا پانزدہ روز از عید بگذرد باید خود را از سلطنت خلع[۳] و تخت و تاج را بمجرم واجب القتل

۱۔ اقتران۔ قِران۔ قرب۔ نزدیکی۔

۲۔ بانئ صرافت۔ دُور کرنے والے۔ ۳۔ خلع۔ دست برداری

تفویض فرمایند و خود از نظر خلق غائب شوند۔ در آں صورت کہ
آں وقت پادشاہِ ایران او است تا تیرِ کواکب در سرِ ہماں مجرم
ترکیدہ[۵۱] بود و بعد چنانکہ حادثہ بہ وقوع پیوست و آں مجرم کہ
صاحب تخت و تاج است بہ ہلاکت رسد آں وقت قبلۂ عالم
از اختفا[۵۲] بیروں آمدہ باز بہ تخت و تاج مالک می شود۔ و بہ کمالِ
اقبال و عاقبت سلطنت می نماید۔ امّا باید ہیچ کس از اہلِ[۵۳] بلد
ایں تدبیر را نفہمد و گمان نکنند کہ قبلۂ عالم عاریۃً[۵۴] از تخت و
تاج دست می کشد تا کہ ہماں مجرم را کہ بہ تخت بالا رفتہ مستقلاً
بر خویشاں پادشاہ بدانند۔ و باید طلاقِ خواتینِ حرم[۵۵] را ہم دادہ
کاغذِ عقد نامہ[۵۶] آنہا پارہ شود بعد بہ آنہا تکلیف[۵۷] نمایند کہ عباس
پسر محمدؐ را کہ دیگر پادشاہ نیست و فردے از افرادِ ناس[۵۸] است
دوبارہ منکوحہ شدہ بہ فقر و قناعت راضی می شوند یا نہ؟ ہر کدام

---

۵۱ ترکیدہ بود۔ پھٹ پڑے۔ واقع ہو جائے۔

۵۲ اختفا۔ پوشیدگی

۵۳ اہلِ بلد۔ اہلِ شہر

۵۴ عاریۃً۔ چندروز کے لئے

۵۵ خواتینِ حرم۔ بی بیاں۔ بیگمیں

۵۶ عقد نامہ۔ نکاح نامہ

۵۷ تکلیف۔ حکم۔

۵۸ ناس۔ آدمی۔ انسان۔

راضی شده و باره او را به اسم عباس پسر محمد نکاح خوانده شود و
کاغذ عقد نوشته گردد- هرکدام راضی نشد همان ساعت قرض گردند
د منجم باشی از مهلکہ نجات یافت- اثرِ واہمہ[51] بالمرّہ[52] از بشرہ شاہ
رفع گشت- سفیدی رنگش تبدیل یافت از را فرا مجلس صدائے آفرین
بر عقل و کمال مولینا بلند گردید)
شاہ- (در کمال بشاشت رو بملاّ باشی کرده سوال نمود) مطابق احکام
شرع مجرم واجب القتل در نظر داری که سلطنت و تخت و تاج را
براو واگذار کنیم-
مُلاّ باشی- پروردگارِ عالم عمر طبعی[53] بقبلۂ عالم کرامت[54] فرماید- در این
شہرِ قزوین یک نفر نابکار پیدا شده است که در جمیع روئے زمین
مجرم تر از او و مستحق تر بقتلِ کسے بہم نمی رسد- اسمش را یوسف
سراج[55] میگویند- امّا خودش معلوم نیست کجا تربیت شده است
گر این اوقات در شہرِ قزوین ساکن شده و از آنجا مرد اوباش مرید

---

[51] واہمہ- وہم- خوف [52] بالمرّہ- فوراً
[53] عمرِ طبعی- تخمیناً ایک سو بیس سال کی عمر
[54] کرامت فرمایند- عنایت فرمائیے-
[55] سراج- زین بنانے والا-

جمع آوردہ ہمیشہ بضرب[۱] و ذم علمائے کرام وخدام شریف زبان کشودہ است این ملعون ہمیشہ مریدانِ خود را صراحتاً ذکر میکنند کہ گویا علمائے کرام بجر دمان عوام فریب مید ہند۔ مثلاً بعقیدہ او گویا اجتہاد[۲] لازم نیست وخمس[۳] و مالِ امام دادن خلاف است و گویا علماء از آں جہت برائے عوام و درائے مجتہدِ[۴] متوفی ماندن را جائز نمی بینند کہ بازار خود شاں رواج بگیرد۔ و علاوہ برایں بہ دولتِ علیہ نیز بخشا دارد می کند کہ از کد خدا گرفتہ تا پادشاہ ہمہ اربابِ مناصب اہلِ[۵] ظلمہ و قطاع[۶] الطریق است ہرگز ازینہا برائے ملک و ملّت منفعتے عاید نیست۔ ہمیشہ ہوائے نفس خلق بیچارہ

---

[۱] ضرب و ذم ۔ لعن طعن

[۲] ۔ اجتہاد۔ قرآن و حدیث و قیاس سے شرع کے مسائل نکالنا۔

[۳] خمس۔ پانچواں حصہ مال کا

[۴] مجتہد متوفی ۔ اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ گویا علما کی رائے ہیں مجتہد کے انتقال سے اس کے اجتہادی مسئلے بھی واجب العمل نہیں رہتے۔

[۵] اہلِ ظلمہ ۔ظلم۔ لیکن یہاں اہل کا لفظ بیکار ہے اس لئے کہ ظلمہ خود ظالم کی جمع ہے یا اہل مظلمہ ہونا چاہیئے۔

[۶] ۔ قطاع الطریق ۔ رہزن ۔ ڈاکو۔

راجریمہ[1] و مواخذہ[2] و معاقبہ[3] می نمایند و در رفتار و کردار خودشان ہرگز بقانون و قاعدہ متمسک[4] نیستند۔ ایں قسم رفتار عمل اہل ظلمہ و قطاع الطریق بودہ کہ منحصر بایں اشخاص شدہ است و بازذکر میکنند کہ بہ مذہب تناسخ[5] قایل است۔ ایں داعی دوام دولت قاہرہ ہیچ صلاح می بیند کہ قبلۂ عالم سلطنت و تخت و تاج را بہ ایں ملعون تسلیم کنند کہ از تاثیر کواکب بجزاے خود رسیدہ بدرک[6] اسفل واصل شود۔

(افراد مجلس کلا ایں رائے را پسندیدہ تصدیق نمودند و بہ آواز بلند گفتند۔ پدر سوختہ یوسف سراج بکلی سزاوار قتل مستحق بلائے آسمانی است)

شاہ۔(خوشحال و خرم گشتہ می فرمایند) بہ ہلاک او راضییم فردا ایں تدبیر تمام و کمال مجری[7] خواہد شد (ہمہ اہل مجلس را مرخص می کنند

---

[1] جریمہ - جرمانہ [2] مواخذہ - گرفتاری - بازپرس

[3] معاقبہ - سزا [4] متمسک - پیروی کرنے والا۔

[5] تناسخ - روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلا جانا بھی آواگون کہلاتا ہے

[6] درک اسفل - دوزخ کا سب سے پست درجہ

[7] مجری - جاری۔

مجلس بهم میخورد[51]. ممکن است خوانندگان این گذارش را افسانه پندارند
و در وقوع آن شبه بهم رسانیده به کذب نمایند. در این صورت
من از آنها متوقع[52] ام که در تاریخ عالم‌آرا[53] وقایع[54] صادره سال هفتمین
جلوس شاه عباس ملاحظه فرمایند)

اکنون لازم شد یوسف سراج را معرفی کنم که کیست. شخص
مذکور از دهات قزوین پسر کربلائی سلیم دهقان بوده. چونکه کربلائی
سلیم آدم مومن و متقی می بوده خواست پسرش ملا بشود و داخل
سلک[55] علما گردد. بنابر آن او را ایام جوانی برداشته آورده در
شهر قزوین، مکتب گذارد. پس از چند سال یوسف سراج بسن
بلوغ رسیده آثار رشد[56] بر خود مشاهده نمود. برای تحصیل علم
به اصفهان رفت. از آنجا نیز بعد از چند سال دیگر روانه کربلا
معلی گشته در مجالس علمای معتبر تکمیل علوم شروع نموده است

---

۵۱ بهم میخورد۔ منتشر ہو جاتی ہے۔ ۵۲ متوقع۔ امیدوار
۵۳ تاریخ عالم آرا۔ ایک تاریخ ایران مصنفہ سکندر بیگ منشی
۵۴ وقایع صادره۔ پیش آنے والے واقعات
۵۵ سلک۔ لڑی۔ جماعت
۵۶ آثار رشد۔ عقل و دانائی کے علامات

مدینه در آن مکانِ شریف مکث[1] کرده بجمیعِ علومِ اسلامیه واقف گردید. چون در اکثر امور به تقلباتِ[2] ملاّها برخورد[3] شد از این صنف[4] نفرت بهم رسانید نخواست خود را داخل زمرهٔ این طائفه نماید. از کربلا مراجعت کرده وارد همدان شده در آنجا نزد استاد خلیل، در سن چهل سالگی در مدت یکسال صنعتِ سراجی آموخته بقزوین مراجعت کرد زیرا که بجهت پایهٔ تخت بودنِ قزوین رواج این صنعت در آنجا زیاده ترقی نمود. بعد از ورودِ قزوین "تأهل[5]" اختیار کرده دکانے باز میکند و به رنج کسب خود مشغول عیالداری و زندگانی می شود. چون مرد سلیم النفس[6] نیکوکار بوده همیشه حرکات ناشایستهٔ ملاّها و اربابِ مناصب خاطر او را مکدّر داشته از ذم و ضربِ آنها قادر بر حفظ[7] زبانِ خود نمی توانست باشد اگرچه این نوع سوزیهائے[8] او دوستانِ صادق و خیراندیشی برائے او بهم بسته[9]

---

[1] مکث۔ قیام۔ سکونت — [2] تقلبات۔ فریب۔ مکاری

[3] برخورد شد۔ واقف ہوا — [4] صنف۔ قسم۔ گروہ

[5] تاہل اختیار کردہ۔ نکاح کر کے — [6] سلیم النفس۔ نیک دل

[7] حفظ زبان۔ زبان روکنا — [8] سوزیہا۔ گالیاں۔ لعن طعن

[9] بہم بستہ بود۔ حاصل کر لئے تھے۔

بود. ولے آخرالامر باعث بدبختیِ او شد. فردائے آں روز بر
حسب فرمایش شاہی دو ساعت بہ ظہر ماندہ جمیع اعیان و اشراف
و ارکانِ دولت و علما و سادات و ارباب مناصب از کدخدا
گرفتہ تا وزرا در دربار شاہی حضور بہم رسانیدہ ہر کس
جائے خود قرار گرفتہ در کمال سکوت و بیخبری منتظر بیروں آمدن
شاہ بودند. دریں حال شاہ تاج بسر، دبوس[1] جواہر نشان در دست
بازوبند ہائے جواہر در بازو، شمشیر و خنجر مرصع[2] در کمر ظاہر شدہ در
اطاق دربار کہ یک ذرع از زمین مرتفع و سمت روبخلق بالمرہ
بے حایل و باز است بہ تخت بالا رفتہ بہ نشست و روئے بجمعیت
دربار نمودہ خطاب کرد:-

"جماعت! اکنوں سال ہفتمیں است کہ بہ مشیت خدائے
متعال بر شما پادشاہ ام. و از شما باہم خیلے راضی و خوشنود ام
چوں بہ سبب ارادتے[3] کہ بخانوادۂ صفویہ داشتہ اید، چنیں اخلاص
و صداقت اظہار کردہ اید. امروز بنا بر بعضے از سبب ہا کہ ابراز[4]
آں را برائے شما لازم نمی دانم، مجبورم کہ از سلطنت دست کشیدہ

[1] دبوس - گرزِ آہنی
[2] مرصع - جڑاؤ۔ جواہرات سے جڑا ہوا
[3] ارادت - اعتقاد
[4] ابراز - اظہار

تخت و تاج را بکسے واگذارم[۵۱] کہ بایں مرتبہ از من الیق وشایستہ تر است۔ ہماں شخص را زماں خاں سردار۔ وزیر مستوفی۔ مولینا جمال الدین و منجم باشی بہ شہا نشان خواہند داد۔ باید کلّاً برو ید درکمالِ شکوہ و طنطنہ اورا آوردہ بالائے ایں تخت نشانیدہ مستقلاً بر خود تاں پادشاہ بدانید۔ وائے برحال کسے کہ از فرمایش من سرپیچد و در اطاعتِ آں شخص قصور[۵۲] بعمل بہ آورد۔"

(شاہ حرفہا را تمام کردہ تاج را از سر بر داشتہ روئے تخت گزارد و تمام لباسِ فاخرۂ خود را کندہ و شمشیر و کمر را باز کردہ لباسِ مندرسی[۵۳] پوشیدہ بخلق متوجہ شدہ میگوید)

اکنوں من از افراد ناس یک مردِ فقیر عباس پسر محمّد م دیگر مرا بجوئید کہ نخواہید یافت۔ خدا حافظ! من رفتم روی رو دا خفا۔ اہلِ مجالس حیراں ماندہ نمیدانستند کہ ایں کیفیت را بچہ حمل[۵۴] کنند۔ شاہ ازآنجا بحرم خانہ رفت۔ جملہ حرمہا در حرم خانہ بفرمایش شاہ در یک تالاے جمع آمدہ منتظرِ قدوم او بودند۔ شاہ باہماں لباس

---

۵۱ واگذارم - چھوڑ دوں - حوالہ کردوں

۵۲ قصور - کمی - کوتاہی ۵۳ مندرس - پرانا

۵۴ حمل - منسوب

مندرس پیش حرمها آمده خوبانِ حرم او را به این هیئت دیده خواستند قاه قاه بخندند۔ آنگاه حسبِ شاه و قیافهٔ اخم از این حرکتِ آنها مانع شد نتوانستند خنده کنند۔

شاه۔ (در آن حال به خواجه باشی می فرماید) ملّا رسول را با دو نفر رفیقِ او بحضورِ من بیار

(ملّا ها پیش از وقت در بیرون حاضر شده بودند۔ بحضور آمده شاه به نشستنِ آنها اشاره نموده۔ بعد رو به حرمها کرده خطاب میکند)

"هم فراشهای[۵۱] عزیزِ من! من در کمالِ افسوس مجبورم که خبرِ بدی به شما اعلام[۵۲] کنم۔ اکنون معلوم شما بوده باشد که من دیگر پادشاهِ ایران نیستم۔ من دیگر دولت و عمارت ندارم که شما را با زینت و زیور در اطاقهای عالیشان نگاه دارم من یک نفر افرادِ ناس فقیر و بی‌چیزم۔ لابدم[۵۳] که طلاقِ شما را پس بخوانم و شما را آزاد کنم هر کس میل داشته باشید اختیارِ شما است" (بعد رو به ملّا رسول کرده می فرماید) صیغهٔ[۵۴] طلاقِ اینها را جاری کن۔"

---

۵۱ هم فراش۔ هم بستر۔ هم خوابہ یعنی بیوی۔

۵۲ اعلام۔ اعلان۔ اطلاع۔ ۵۳ لابدم۔ مجبور ہوں۔

۵۴۔ صیغۂ طلاق کے مقررہ جملے۔ طلاق کی کارروائی۔

دملا رسول طلاق همه را با حضورِ عدلینِ[۵۱] که همراه خود آورده بود جاری کردند. چون خوبانِ حرم دیدند کارِ غریبے رو داده بسیار بخوف و اضطراب افتادند. بجهتِ عدم اطلاع از چگونگی[۵۲] نفهمیدند که این چه تضیه[۵۳] است. همگی حیران ماندند. پس از تمام شدنِ قرائتِ طلاق بفرمایشِ شاه کاغذِ عقد[۵۴] آنها را خواجه مبارک پاره کرد.

شاه دوباره به خوبانِ حرم متوجه شده گفت:

اگر از شما هر کدام بفقر و قناعت راضی شده مرا که عباس پسر محمد ام بشوهری قبول کند از نو این عبارت برائے او صیغهٔ نکاح را جاری خواهم کرد.

حرمها کلاً از نو[۵۵] راضی شدند که منکوحهٔ شاه شوند بجهت اینکه شاه جوان و خیلے خوش شکل[۵۶] بود. و دیگر هم حرمها این امر را مثل شوخی و ظرافت یک چیزے می پنداشتند و هرگز بعقلِ شان نمی رسید که شاه عباس، عباس پسر محمد بشود. اما از میان آنها دو نفر دلبر خو بود که بخلاف رضائے خود شان بحرم خانهٔ شاه

---

[۵۱] عدلین ـ دو عادل گواه

[۵۲] چگونگی ـ کیفیت

[۵۳] تضیه ـ واقعه ـ قصه

[۵۴] کاغذ عقد ـ نکاح نامه

[۵۵] از نو ـ از سرِ نو

[۵۶] خوش شکل ـ خوبصورت

افتادہ بودند در غایت شرم و صدائے آہستہ عرض کردند
"ما بمفاخرتِ[1] منکوحۂ شاہ بودن از بخت و درجۂ خود مان
کمالِ خوشنودی را داشتیم۔ حالا ازاین بخت محروم شدیم ہرگز
عباس پسر محمّد را شوہر کردن برائے ما گوارا نخواہد شد۔"

ہماں ساعت ہردو مرخص شدند۔ یکے از آنہا دختر گرجی
بود۔ والیٔ گرجستان بشاہ پیشکش فرستادہ بود۔ فردائے ہماں
روز با پسرِ عموئے خود ہمہ جواہرات و ملبوساتِ خود را برداشتہ
با پول زیاد مراجعت بوطن خود کرد۔ در گرجستان بہ تفصیلِ
حالِ او باور نمی کردند۔ ہیچ فرض می نمودند کہ او گریختہ است و
می خواستند کہ باز بگردانندش۔ اما نمی دانم چہ واقع شد کہ او
را فراموش نمودند۔ و این دختر بجوان گرجی شوہر کردہ تا آخر
عمر در گرجستان بسر برد۔

دلبرِ دیگر دختر تاجرے از اہلِ قزوین بودہ نامزدِ جوان
خوش روئے ہم داشتہ است۔ بجہت خوشگلی دلالہائے شاہ
اسبابِ چیدہ از پدرش گرفتہ داخلِ حرم خانۂ شاہ کردہ بودند۔
کیفیت مذکور را وسیلۂ وصول بہ آرزوہائے خود پنداشتند بخانۂ

---

[1] مفاخرت۔ فخر۔

پدرش برگشت و بنا مزد خودش رسید۔ نکاح سائر حرمہا مجددا[۵۱]
بہ عباس پسر محمدؐ خوانده شد بخواجه باشی امر کرد کہ ہمہ را ہم ل
ساعت بر داشتہ بخانۂ معین و معہود[۵۲] در سر کوچہ رشتی قزوین
ببرد برساند و خود بدربار شاہی مراجعت نماید۔ بعد عباس پسر
محمدؐ از حرم خانہ بیرون آمدہ رفتہ رفتہ از چشمہا ناپدید می شود
دکان یوسف سراج سمت مشرق میدان مسجد شاہ واقع
بود۔ دو ساعت از ظہر گذشتہ یوسف سراج فریضۂ[۵۳] ظہر را ادا کرده
نشستہ دستۂ جلو[۵۴] کہ مشتری[۵۵] سفارش کرده بود باید ہماں روز
بہ دست گرفتہ مے دوخت کہ تمام کند خلف[۵۶] وعده نشود
دو نفر از دوستانش پیش او نشستہ بہ صحبت گوش میدادند
از گرانی شہر شکایت میکرد۔ می گفت کہ مردمان بیچارۂ فقیر
امسال ہمگی از دست رفتہ[۵۷] مضطر و پریشان شده اند و در
آں سال کہ از خشک سالی بہ اکثر محصولات اطراف قزوین

---

۵۱ مجددا۔ از سرِ نو
۵۲ معہود۔ مقرر
۵۳ فریضۂ ظہر۔ ظہر کی نماز فرض
۵۴ جلو۔ لگام۔ باگ
۵۵ مشتری۔ خریدار
۵۶ خلف وعده۔ وعده خلافی
۵۷ از دست رفتہ۔ بے اختیار ہوکر۔

آب نرسیدہ سوختہ عمل نکردہ و ہمیں کیفیت باعث گرانی شدہ بود
یوسف سراج میگفت :۔ "تعجب دارم از ایں دولت کہ برائے
آب آوردن بہ قزوین ہزار قسم استطاعت و قدرت دارد۔ امّا
چناں در غفلت غنودہ است کہ اصلاً بایں امر ملتفت نشدہ
بحالِ رعیت و رونق پایۂ تختِ خود توجہ نمیکند" دریں حال
از سمت مغرب میدان گرد مثلِ ابر بلند شدہ یوسف سراج سوزن
بدست سرش را بالا کرد۔ و دید کہ یک اثاثہ پیدا شد و اصلاً بخیالش
نرسید کہ ایں اثاثہ[۱] و تدارک برائے او است۔ دوازدہ
نفر شاطر[۲] چابک رخت در بر۔ کلاہِ چہار گوشہ بر سر پشتِ سر
آنہا دوازدہ بیرقدار[۳] بیرق و علمہائے شاہی بدوش گرفتہ دستہ
پیش خدمتان با یک مجمعے سرپوشیدہ بر سر یکے۔ دستۂ فراش
ترکہا[۴] بدست۔ عقب آنہا میرآخور[۵] اسپ ترکمانی در یدک[۶] زیں

---

[۱] اثاثہ و تدارک۔ ساز و سامان۔
[۲] شاطر۔ شاہی گھوڑے کے آگے دوڑنے والا
[۳] بیرقدار۔ علم بردار [۴] ترکہا۔ ترکہ یعنی چوب
[۵] میرآخور۔ اصطبل کا داروغہ
[۶] یدک۔ کوتل گھوڑا جس پر کوئی سوار نہ ہو۔

یراق[51] جواہرنشان در پشت اسپ درخت مرصع بہ سرآں زدہ سینہ بند مروارید بہ سینہ اش لبستہ۔ دو دعا باقبۂ زمرد بگردن آویختہ بعد از ایشا ملاّ باشی۔ زمان خان سردار وزیر مستوفی مولانا جمال الدین منجم باشی با علمائے کرام و سادات عظام و سایر اعیان و اشراف و ارباب منصب و یک دستۂ پیادہ و یک دستۂ سوارہ در کمال شکوہ و آرامی[52] می آمدند۔ چنانکہ دم[53] دکان یوسف سراج رسیدند ہمگی ایستادند۔ ملاّ باشی و سردار پیش آمدہ بہ یوسف سراج تعظیم کردند یوسف سراج بلند شدہ تواضع[54] نمود در کمال تعجب۔ بعد گفتار آمدہ میگوید۔

"آستاد یوسف از تقدیرات قضا امروز شما پادشاہ اصفہاید تخت سلطنت ایران الآن از وجود شاہ عباس خالی است۔ ما را سرفراز و خوش بخت بکنید۔ بدربار شاہی تشریف فرما بشوید کہ جلوس[55] ہمایوں واقع گردد" اما یوسف سراج در کمال حیرت از کیفیت بیخبر باوجود اینکہ حقیقت امر را پیش چشم خود دید کہ تمام

[51] یراق۔ گھوڑے کا ساز [52] آرامی۔ اطمینان و سکون
[53] دم دکان۔ دکان کے دروازے پر
[54] تواضع نمود۔ آداب بجا لایا [55] جلوس۔ تخت نشینی

ارکانِ دولت در جلو ایستاده و ملّا باشی کہ این حرفہا را می زند از مردمانِ متینِ ایران حساب می شود ولے مطلب بمرتبۂ غریب و عجیب بود کہ ہرگز نمی توانست اعتبار کند۔ عاقبت ناچار بمقام جواب بر آمدہ می گوید :۔

" مخدومِ من ملّا باشی! من در ایران جنابِ شما را از مردمانِ متین می پندارم۔ نمی دانم خدا نکردہ! دیوانہ شدہ اید یا بنگ اندوختہ[۱] آید کہ این قبیلِ سخنان را متکلم شدہ بہ روئے من زنید[۲]۔ من باباے ہستم سراج فقیر۔ من کجا و تاج کجا! واللہ نمی فہمم حرکاتِ شما را بچہ حمل کنم مات[۳] و متحیر ماندہ ام۔ توقع چاکرانہ دارم کہ متعرض بندہ نشوید۔"

بعد زماں خاں سردار جواب میدہد :۔

" امروز شما قبلۂ عالم و ما ہمہ غلام و سگ آستانِ شما ہستیم از شما توقعِ چاکرانہ نسبت بہ امثال ما ہا دیگر مناسب نیست۔ شما فرمایشِ[۴] خسروانہ را شایستہ اید کہ فرمایش بکنید۔ ما نہ دیوانہ

---

۱ بنگ اندوختہ اید۔ بھنگ پی ہے۔
۲ بہ روئے من زنید۔ میری ہنسی اُڑاؤ۔
۳ مات۔ حیران ۴ فرمایش خسروانہ۔ شاہی حکم

شده ایم و نه جنگ خورده ایم همگی با عقول سلیمه و شنوده سکا مه هستیم. امّا تقدیرِ حضرت باری را تبدیل و تغییر نیست. امروز در محلِ ممالک ایران سلطنتِ شما مسلّم است. بنا بقولِ جناب منجّم باشی به دربارِ شاهی تشریف فرما بشوید که جلوس همایون واقع شود (بعد رو میکند به پیش خدمتان) خلعتِ شاهانه را به آورید قبلهٔ عالم را بپوشانید.

پیش خدمتها مجمعه[۱] را که خلعتِ شاهانه گذاشته شده بود دست گرفته قدم پیش نهاده داخل دکان مے شوند. مجمعه را زمین گذاشته شروع میکنند بکندنِ رختهائے کهنهٔ یوسفِ سراج و پوشانیدن خلعت شاهانه بر تنِ وے. مخالفت بجائے نمی رسید. یوسف سراج درمقام تسلیم ایستاده که عقلاً خواهشِ خود را بعمل بر آورند. چوں لباس پوشیدن تمام شد. میرآخور اسپ مرصّع[۲] رخت را پیش کشید. یوسف سراج را سوار کردند. اثاثه و دستگاه[۳] به قرارِ سابق روانهٔ دربارِ شاهی گردیده قدم بہ قدم صدائے "بروید. بروید!" فراشانِ میانِ کوچہا بہ عرش بریں بلند شد

---

[۱] مجمع. سینی. خوان [۲] مرصّع رخت. جڑاؤ سازو سامان

[۳] دستگاه. ساز و سامان

تمام اہلِ قزوین ذکوراً[1] و اناثاً۔ صغیراً و کبیراً[2] دم پنجر[3] با آمدپشت بامہا رفتہ مشغول نظارہ گردیدند۔ و بجہتِ عدم اطلاع ازکیفیت ہمگی درحیرت بودند۔ ودرب[4] دربارِ شاہی فراشہا یوسف سرانج را از اسپ پیادہ کردند۔ مُلّا باشی وزمان خاں سردار بازوش را گرفتہ باکمالِ تعظیم بہ اُطاقِ عمارت داخل کردند وبہ تخت سلطنت نشانیدند۔ ارکان دولت۔ علما وسادات و اعیان واشراف وارباب مناصب جلو اُطاق صف کشیدہ دست بہ سینہ ایستادند مُلا باشی دعا خواندہ تاج سلطنت را بہ سرِ یوسف سرانج گذارد و شمشیر را باکمرِ مرصع[5] بکمرش بست۔ بازوبند ہائے جواہر را ازبازوش آویخت۔ دبوسِ[6] مکلّل را بہ دستش داد۔ باز دعائے خواندہ روبخلق کردہ گفت "مبارک باد بگوئید" صدائے مبارک باد بہ آسمانِ بالا رفت۔ و ازعمارت ہائے بارگاہ عکس صدا انکار یافت کرہ نائے[7] شادیانہ کوبیدن گرفت۔ درآں اثنا ازسرائے شاہی

---

[1] ذکوراً و اناثاً۔ مرد زن
[2] صغیرا و کبیراً۔ چھوٹے بڑے
[3] پنجرہ۔ کھڑکی
[4] درب۔ دروازہ۔ پھاٹک
[5] کمرِ مرصع۔ جڑاؤ پیٹی یا کمربند
[6] دبوس مکلّل۔ جڑاؤ گرز
[7] کرہ نا۔ نقارہ

شلّکِ[51] بہ آسمان انداختند۔ بنا بر این علامت در خارج شہر از توپہائے قلعہ صد و دہ تیر توپ[52] شلیک[53] کردند۔ اگرچہ بعد از سعدی و حافظ شعر در ایران خیلے تنزل یافتہ اشعار شعرا کلاً[54] بے مضمون و محض لفاظی و پوچ شدہ بود۔ امّا باز بحمد اللہ درہماں حال چند نفر شاعر ماہر صاحب جو ہر بدیہہ گو پیدا گشت کہ برائے جلوس ہمایوں قصائد غرّا[55] انشا کردہ تخت نشستن یوسف شاہ را تعریف و خود اورا در حکمت بہ سلیمان در سخاوت بحاتم در شجاعت بہ رستم۔ در قدرت بہ قضا و قدر تشبیہ و تمجید[56] کردہ از نظر گذشتند۔ و تاریخِ جلوس اورا نکتہ سنجانِ قزوین چنیں یافتند ؎

شاہ خوباں بود یوسف ما   لیک او شاہِ ملکِ ایراں شد

چوں این اعمال بہ انجام رسید۔ ملّا باشی بمردم اعلام نمود کہ مرخصید۔ ہمہ از دربارِ شاہی بیروں رفتند۔ ہمیں یوسف شاہ بر سرِ تخت و آغا مبارک با چند نفر خواجہ ہائے دیگر و عظیم بیگ

---

[51] تفنگ۔ بندوق   [52] تیر توپ۔ توپ کا فیر
[53] شلیک کردن۔ سلامی کرنا   [54] کلاً۔ سب
[55] غرّا۔ روشن و اعلیٰ   [56] تمجید۔ تعریف کرنا

پیش خدمت باشی با چندِ نفر پیش خدمت در جلو او و فراشہائے چند در بیرونِ اُطاق ماندند۔ یوسف شاہ در عالمِ حیرت بہ فکر پیچیدہ شدہ پس از لمحۂ رو بہ آقا مبارک کردہ پرسید: "شما کہ ہستید؟" آغا مبارک جواب داد۔" ما چاکرانِ مخلص خواجگانِ حرمِ من بزرگ ایشہا و اینہا ہمہ تابعین و زیر دستانِ من اند۔" بعد رو بہ پیش خدمتہا کردہ پرسید۔" شما کہ ہستید؟" عظیم بیگ پیش خدمت باشی جواب داد کہ ما نوکرانِ کہن شما پیش خدمتہا من رئیس و اینہا مرؤس[1] و تابعانِ من ہستند۔" یوسف شاہ پرسید پس آنہا کہ در بیرون ایستادہ اند کہ ہستند۔ عظیم بیگ جواب داد کہ " آنہا طائفۂ فراش است کہ ہمیشہ برائے خدمت کمربستہ اند۔" یوسف شاہ فرمود: شما ہمہ بیرون بروید۔ آغا مبارک با زیر دستانِ شما ہم بیرون بروند فوراً ہماں راہمہ غائب شدند)

یوسف شاہ۔ (آغا مبارک را پیش خود خواندہ گفت) "از بشرۂ[2] شما می بینم کہ باید آدم خوب باشی۔ ترا بخدا[3] بمن بگو بہ بینم باعث این قضیہ چیست؟" چوں شما ہمیشہ اندرون شاہ عباس بودہ اید ممکن نیست

---

[1] مرؤس۔ محکوم۔ زبردست

[2] بشرہ۔ صورت۔ چہرہ   [3] ترا بخدا۔ تجھ کو خدا کی قسم

که این قضیه معلوم شما نشده باشد؟

آغا مبارک هم که همیشه باید پشت درب اطاق شاه عباس برائے انجامِ خدمت حاضر بوده باشد از وقایع دیروز گذشته اطلاع تمام داشته ازا حوالات همه ارکانِ مشورت خبرداشت و واقعاً بچلے آدم صاف صادقے بود فکر کرد که در سوال قبلهٔ عالم حقیقت را پنهاں کردن جائز نیست۔ گذارش را از ابتدا تا انتها به یوسف شاہ نقل نمود۔ یوسف شاه باز پرسید "پس شاهِ عباس کجا است؟" جواب داد "که بلباس گدائے ملبس شده ناپدید گردید معلوم نیست کجا است۔"

یوسف شاه مرد عاقل و از کواکب هرگز ترس و واهمه نداشت گر این ترقئ غیر متعارف[۵۱] وحشت و خوفے بر قلب او انداخته بود با وجود این قبیل خیالات از سلطنت کناره کردن را هیچ وجه چاره ندید و ناچار به اجرائے امورِ سلطنت تن در داده[۵۲] اقدام[۵۳] بکار بادشاهی کرد۔ ابتدا آ اسد بیگ فراش باشی را احضار نموده فرموده

---

[۵۱] غیر متعارف۔ جس کا پہلے سے علم نہ ہو۔

[۵۲] تن در دادن۔ راضی ہونا

[۵۳] اقدام کردن۔ پیش قدمی کرنا

"کہ آلان دواز دہ نفر فرّاش همراهِ خود برمی داری سے روی آخوند صمد مُلّا باشی وزماں خاں سردار و میرزا حسن وزیر و میرزا یحییٰ مستوفی و میرزا صدر الدین منجّم باشی و مولانا جمال الدین را گرفتہ می بری بزندانِ ارک[1] می اندازی برمی گردی می آئی انجام زمایش را بمن عرض میکنی (اسد بیگ سرفرود آورده روانہ می شود) بعد عظیم بیگ خدمت باشی را احضار کرده می فرماید کہ "سفارش[2] کن بہائے من شام[4] حاضر کنند کہ امروز چیزے نخورده ام - پیش خدمت باشی عرض میکند کہ سفارش کرده ام آشپزہا[3] برائے شام مشغولِ حاضر کردنِ طعام هستند. شاه فرمود کہ پس شما و خواجہ باشی بیائید - اُطاقہا و حرم خانہا را یکے بیکے بمن نشان بدهید و معلوم کنید کہ اُطاقِ استراحتِ[5] من کدام است - پیش خدمت باشی و خواجہ باشی جلوِ شاه افتادند - یکے یکے اُطاقہائے اندرون را نشان دادند سطح اطاقِ اوّلی با فرشہائے الوان مفروش در دیوار و سقفش با اشکال گل و گیاه و مرغہائے عجیبہ منقوش شده بود - اُطاق دوئمی نیز هم چنیں

[1] زندان ارک - قلعہ کا قید خانہ
[2] سفارش - حکم
[3] آشپز - باورچی
[4] شام - رات کا کھانا
[5] اطاق استراحت - سونے کا کمرہ

فرشہا فرش و دیوارش بالتصویر پادشاہان گذشتہ و شاہزادگانِ نسل صفویہ نقش بود۔ دیوار اطاقِ سیمی تمثالِ[1] پادشاہانِ سلسلۂ ایران را کشیدہ بود۔ در دیوارِ چہارمی صورت پہلوانانِ قدیم ایران و دیو ہائے مازندران کہ فردوسی نوشتہ است تصویر کردہ دیوہا را با شاخ و دُم و جنگ کناں نمودہ بودند۔ دیوار اطاقِ پنجمی صورت جنگہائے را کہ مابین شاہ اسمٰعیل صفویہ با ایرین اتفاق افتادہ بود رقم زدہ کردہ بودند۔ در دیوارہائے اطاقہائے حرم خانہ شکلہائے پسرہائے را کہ دستۂ گلہا بدختر ہا تواضع[2] میکردند و دختر ہائے را کہ برائے پسرہا پیالۂ میدادند نقاشی کردہ بودند۔ و در ہر اطاقِ رخت خواب حاضر بود۔ یوسف شاہ یکے از اطاقہائے حرم خانہ را برائے استراحت خود مقرر فرمودہ از خواجہ باشی پرسید کہ اطاقِ[3] زینت ہمہا کدام است۔ خواجہ باشی عرض کرد کہ آں اطاق بالائی است امّا درش قفل است۔ کلیدش پیش آقا حسن صندوق دار است۔ بفرمایش شاہ پیش خدمت باشی ہماں ساعت صندوق دار را حاضر کردہ درب اطاق زینت را باز کردند و بہ شاہ نشاں

---

[1] تمثال۔ تصویر

[2] تواضع میکردند۔ پیش کرتے تھے

[3] اطاقِ زینت۔ عورتوں کے زیور اور کپڑوں کا کمرہ

دادند۔ اطاق بزرگے بود از ہر طرف صندوقے چیدہ شدہ در صندوقہا را برداشتند۔ زیور و زینتہائے عجیب و غریب بہ شاہ نشان دادند۔ از آن جملہ شالہائے گرانبہائے کشمیری لباسہائے لطیفِ زنانہ و پارچہ ہائے پاکیزہ ابریشمی۔ گلہا و گوشوارہا و انگشتر ہائے جواہر و گردن بند ہائے مروارید ممتاز۔

یوسف شاہ سہ دختر داشت۔ بزرگش چہاردہ۔ وسطی دوازدہ و کوچکے ہشت سالہ بودند۔ و دوتا پسر داشت شش سالہ و چہار سالہ۔ برائے ہر یکے از دختر ہا یک گل و دو گوشوارہ۔ یک انگشتر و یک گردن بند و یک دست لباس و یک شال رضائی و برائے زنش یک شالِ رضائی و یک دست لباس سوا کردہ بخواجہ باشی تسلیم نمودہ فرمودہ کہ اینہا را می بری در کوچۂ دیمی قزوین خانۂ قدیمی من۔ بزنِ من میرسانی۔ میگوئی کہ از بابت من اندیشہ نداشتہ باشند۔ فردا پسر ہائے مرا بحضور من روانہ کنند۔ آقا مبارک اشیا را بہ دو نفر فراش دادہ

لہ گوشوارہ۔ بُندا ۲ہ گردن بند۔ گلو بند۔ مالا

۳ہ دست۔ ۷ عدد کا سٹ

۴ہ سوا کردہ۔ منتخب کردہ۔ علیحدہ کردیئے۔

برداشتند رفتند۔ آفتاب غروب کرد۔ شاہ بسبب تکلیف پیش خدمت باشی بہ اطاق اوّلی مراجعت نمود۔ دید شمعدان ہائے طلا روشن کردہ سفرۂ[۵۱] شاہانہ گستردہ شدہ است۔ اوّل وضو گرفتہ نمازِ[۵۲] شام و خفتن را ادا کرد۔ بعد سر سفرہ نشست۔ پیش خدمتہا طعام ہائے رنگا رنگ حاضر کردند۔ شاہ خورد۔ سیر شد۔ سفرہ را برداشتند آفتابہ لگن آوردند۔ شاہ دست شست قہوہ آوردند خورد۔ قلیان[۵۳] دادند کشید۔ دراین حال فراش باشی داخل و انجام فرمایشِ شاہ را عرض کرد۔ شاہ فرمود "بسیار خوب مرخصی بروید"

بعد آغا مبارک برگشتہ رسانیدن اشیا را عرض نمود گفت "زن و دختر ہائے شاہ از تحف[۵۴] مرسولہ نہایت وجد کردند ازبابت شما اندیشہ نداشتند۔ ولے ازیں قضیۂ غیر مترقبہ[۵۵] بسیار

---

[۵۱] سفرہ۔ دسترخوان۔ اس لفظ میں ہمیشہ سین پر زبر پڑھا جاتا ہے۔

[۵۲] نمازِ شام۔ نمازِ مغرب۔ نمازِ خفتن۔ نمازِ عشا۔ شیعہ لوگ ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ مغرب کے وقت پڑھ لیتے ہیں۔

[۵۳] قلیان۔ حُقّہ

[۵۴] تحف مرسولہ۔ بھیجے ہوئے تحفے

[۵۵] غیر مترقبہ۔ خلافِ اُمید۔

دل خوشی و شادی داشتند۔ از غایت خوش حالی در می جستند۔
می رقصیدند شاہ از طرف زن و فرزند خاطر جمع شد۔ از خواجہ باشی
و پیش خدمت باشی پارۂ[۵۱] احوالات می پرسید۔ ساعتِ[۵۲] چہار شب بہ فراغت
بخوابگاہ خرامید۔ رختِ خواب انداختند بہ پیش خدمت باشی فرمود
کہ بموکلین[۵۳] قراولہا[۵۴] بسپار[۵۵]۔ موافقِ قرار سابق در ہر جا قراول بگذارند
و شما بہ رختِ خواب رفتہ خوابید۔ پیش خدمت باشی و خواجہ باشی ہر
یک مقام خود رفتند۔ فردائے آں روز یوسف شاہ بہ اطاق[۵۶] سلام
تشریف آورد۔ ملّا رمضان و قربان بیگ و میرزا جلیل و میرزا
ذکی را کہ از دوستانش بودند و وثوقِ کامل در ہر خصوص[۵۷]
بر آنہا داشت احضار فرمود۔ منصبِ ملّا باشی گری را بہ ملّا
رمضان داد۔ سرداری را بہ قربان بیگ محوّل[۵۸] نمود بالقب خانی

---

۵۱ پارۂ احوالات۔ کچھ حالات

۵۲ ساعتِ چہار سے مراد ہے رات کے دس بجے جس وقت ہندوستان میں شام کے
چھ بجتے ہیں۔ ایران میں بارہ بجتے ہیں۔ اس لئے یہاں دس بجے کے وقت وہاں چار بجیں گے۔

۵۳ موکلین۔ ذمہ دار افسر

۵۴ قراول۔ چوکیدار۔

۵۵ بسپار۔ حکم دے

۵۶ اطاق سلام۔ دربار عام کا کمرہ۔

۵۷ خصوص۔ ہر معاملہ

۵۸ محوّل نمود۔ سپرد کیا۔

وزارت را به میرزا جلیل سپرد. لقب مستوفی[۵۱] گری را به میرزا ذکی بخشید. منصب منجم باشی گری را بالمره[۵۲] گذارد[۵۳] که این منصب بجز ضرر برائے دولت وملت منفعتے ندارد فرمود :-

بتمامئ ولایت وحکام اعلام[۵۴] نامه وحکم موکد[۵۵] بفرستاد که بعد ازین هرگز بدون تجویز شرع شریف مسلمانی را به مورد[۵۶] مواخذه نیاورند محض هوائے نفس کسے را جریمه نکنند. از حکم به قتل وگوش[۵۷] ودماغ کردن وچشم کندن احتراز نمایند. وعلاوه بر حکام اعلام جاسوسانِ معتمد معین کردند. بروز احوالِ ولایت وحوائج خلق خبردار شده بعرض برسانند. یوسف شاه جاسوسان را بحضور خواسته گفت که از جانبِ من به حکامِ ولایت اعلام می کنید. از خدا بترسند بکارهائے ناحق فتوائے ندهند و نکنند. خلق را نچاپند[۵۸]

---

۵۱ مستوفی گری۔ سکریٹری کا عہدہ

۵۲ بالمرہ۔ یک قلم۔ سرے سے — ۵۳ متروک گذارد۔ موقوف کردیا۔

۵۴ اعلام نامہ۔ اطلاع نامہ — ۵۵ موکد۔ تاکیدی

۵۶ بمورد مواخذہ نیاورند۔ گرفت و بازپرس نہ کریں۔

۵۷ گوش و دماغ کردن۔ کان اور ناک کاٹنا۔

۵۸ نچاپند۔ نہ لوٹیں۔

مالِ شاں را بیغما[۵۱] بَرند۔ رشوت نگیرند۔ یقین بدانند کہ ایں نوع حرکت عاقبت باعث بدبختی و ہلاکت آنہا خواہد شد مکرر مشاہدہ کردہ اند کہ ہر کہ بایں نوعِ رفتار دولت جمع کردہ آخر سر خود را دادہ اند و یا بکمال بدبختی و ذلت و مسکنت[۵۲] دوچار شدہ اند در ایران ہرگز دولت ہائے کہ بایں قسمہا جمع شدہ است ہیچ وقت برائے ہیچ خانہ اسے دوام و ثبات نکردہ است۔ ایں ہمہ کرور کرورِ دولتِ جعفر خاں دامغانی کو؟ اغنام[۵۳] و احشام سلیم خاں قراگوزلو کجا رفت؟ املاکِ میرزا تقی شیرازی چہ شد؟ پادشاہان ایران ہمیشہ وقتے دیدند کہ ہر کس از صاحبِ منصبہا پول زیادی جمع کردہ است بدولتے رسیدہ است۔ میدانند مالِ رعیت و لوکر است کہ بیغما و رشوت بردہ است ہماں ساعت بہ بہانۂ او را بمقام مواخذہ کشیدہ ہر چہ داشتہ است از دستش می گیرند و خودش را می کشند و یا بذلت و مسکنت می اندازند۔ ایں حالت حکامِ ولایاتِ ما بسیار شبیہ است بہ زالو ہائے[۵۴] کہ خونے مکیدہ[۵۵]

---

۵۱ یغما۔ لوٹ ۵۲ مسکنت۔ مسکینی۔ محتاجی

۵۳ اغنام۔ لوٹ کا مال

۵۴ زالو۔ جونک۔ قدیم کتب لغت میں زلو ہے معلوم ہوتا ہے فارسی جدید میں الف کا اضافہ ہو گیا ہے

۵۵ مکیدن۔ چوسنا۔

گندہ[51] و کلفت شدہ باشند۔ صاحب زالوہا را گرفتہ فشارے
بدہد کہ ہمہ آن خونہا را قے کنند۔ بعضے ہمیں جہت بمیرند و بعضے
بہ ضعف و نقاہت بسر برند۔ فاماً اگر حکام نیک نفس و بہ روزی
حلالِ خود قانع باشند ہمیشہ در درجۂ خود باقی و در نظرِ خلق معزز و
محترم و در پیشِ پادشاہ مکرم خواہند بود۔ و روز بروز رتبۂ آنہا
ازدیاد ہم خواہد کرد۔ بعد از تلقینِ این حرفہا جاسوسان را مرخص
نمود۔ دوبارہ فرمود مبلغ باج و خراج را تا بمقدارِ[52] معتدل تخفیف
بدہند و امر کرد در ہمہ جا راہ ہا را تعمیر کنند و در منازل و مکانہائے
لازمہ پلہا و کاروانسراہا بسازند و در ہر ولایت شفاخانہا بنا کنند
و مدرسہا باز نمایند۔ و چاہائے بے آب در بیاورند زنانِ
بیوہ و ایتام[53] و شل[54] و کورہا را اعانت و حمایت لازم دانند و در
ولایت با ہر بے سروپا[55] خود سرانہ خود را بہ سلکِ علما داخل نکنند
و درین خصوص از ملا باشی اجازہ بگیرند۔ و صنفِ علما در ہر جا
زیادہ بہ مقدارِ کفایتِ حاجتِ خلق و تحصیل عمل نشوند۔ و برائے

---

۵۱ گندہ و کلفت۔ دونوں کے معنی موٹا

۵۲ مقدار معتدل۔ مناسب مقدار　　۵۳ ایتام: جمع یتیم

۵۴ شل۔ اپاہج　　۵۵ بے سروپا۔ ذلیل و کمینہ

همهٔ علما بقدرِ کفاف[1] گذرانِ آنها از خزینهٔ عامره وظیفه قرارداد
که وظیفهٔ دولت را خورده به سلطنت محبت پیدا کرده ارباب
مناصب دولت و نوکرانِ خدمتِ شاهی را اهلِ ظلمه خطاب نکنند
و امرِ مرافعه[2] را که از عمدهٔ لوازم سلطنت است از دست علما
گرفته به علمائے اربابِ مناصب واگذار کرد که ملت از بابت مرافعه
خود را محتاج علما نه پندارند۔ همیں قدر آنها را مرجع بدانند تا از
سلطنت دور نه افتند۔ و فرمود وجوهِ بر[3] در هر ملک به چهار نفر از علمائے منتقل
شده بفقرائے ولایت از روئے دفتر صرف بشود و حساب آں را بدیوان[4]
همایوں بنمایند۔ تا بعضے از آنها از وجوه بر بهره یاب و بعضے دیگر
محروم نمانند۔ و دیگر فرمود که خمس و مالِ امام را ندهند تا اولادِ
رسول (علیه الصلوٰۃ والسلام) از ذلت سوال آزادی یابد۔ مثلِ سائر
مردم بکسبِ خود وجهِ معیشت تحصیل کنند و دریں خصوص علمائے
معتبر برائے یوسف شاه از کتبِ فقه فتواها استخراج[5] کرده نشان
دادند۔ به ولایات اعلام نامه فرستاد که کسے من بعد[6] جرأت پیشکش

---

[1] کفاف۔ ضرورت پورا کرنا
[2] مرافعه۔ عدالت
[3] وجوه بر۔ خیرات و صدقه کا روپیه
[4] دیوان همایوں۔ شاهی کچهری
[5] استخراج۔ نکالنا
[6] من بعد۔ بعد ازاں۔ اس کے بعد

پاے انداز[51] برائے شاہ و آمنائے[52] دولت و چاکران درگاہ نداشتہ باشند۔ وہیچ کس بواسطۂ پیشکش تمنائے حکومت نہ نماید مگر حسنِ خدمت واخلاص و ارادت را وسائل تحصیل ایں مطلب بدانند۔ و مالیاتِ[53] دیوان در ہر ولایت تحویلِ اشخاصِ امین و بہ اسم خزینہ دارِ آنجا بماند و مصارفِ سلطنت از روئے دفتر تعین یا فتہ در اوقات لازمہ بخزینہ ہما نجا حوالہ بدہند۔ و رعایا بالکل از حوالہ جات مصارف آسودہ حال بمانند۔ و دیگر برائے از دیادِ مداخلِ[54] سلطنتے قرار گذارد کہ تجار و بیگ زادگان و خان زادگان و شہزادگان حتیٰ علما و سادات و سائرِ اصنافِ خلق از مداخلِ املاک در شہرہا دہ یک[55] و در دہات از بیست یک برائے خزینہ کارسازی نمایند و مواجب اہلِ[56] قشون و سائر خدمتگاران اصلاً لا وصول نمایند کہ نقص سلطنت است بلکہ ہمیشہ از خزائن ولایات بلا تاخیر مجری شود۔ و از

---

[51] پاے انداز۔ ہدیہ۔ نذرانہ

[52] آمنا۔ امین کی جمع

[53] مالیاتِ دیوان۔ سرکاری روپیہ

[54] مداخل۔ آمدنیاں

[55] دہ یک۔ دسواں حصہ $\frac{1}{10}$

[56] اہلِ قشون۔ لشکر والے۔ سپاہی وغیرہ

قیمت ملاکے بیع[51] و شرا می شود تومانے[52] پنج شاہی[53] موضوع[54] و
برائے منافع و داخلِ خزینہ تسلیم خزانہ دار شود۔ قاعدۂ بیع و
شرط متروک گردد کہ صاحبان تنخواہ برائے وجود و معمولی ایں
قاعدہ برہن گرفتن و قرض دادن میل ننمودہ اربابِ حوائج را
مضطر و معطل میگذارند کہ ملک و مالِ آنہا را بقیمت نازل[55] بیع
و شرط کنند باین امید کہ اربابِ حوائج بر وعدہ از استرداد[56]
مال واملاک عاجز خواہند ماند۔

چوں یوسف شاہ میدانست کہ میرا خور فصلِ تابستان بہ
بہانۂ چرائے اسپانِ شاہی ییلاق[57] رفتہ بر مردمان حول وحوش[58] اذیت

---

٥١ بیع۔ بیچنا۔ شرا۔ خریدنا۔

٥٢ تومان۔ ایران کا چاندی کا سکہ تقریباً ساڑھے چار روپیہ قیمت کا۔

٥٣ شاہی۔ ایران کا تانبے کا سکہ جس کی قیمت ہندوستان کے پیسہ سے زیادہ تھی ہے

٥٤ موضوع شود۔ لیا جائے۔ الگ رکھا جائے مراد یہ ہے کہ ہر تومان میں سے پانچ شاہی
خزانہ میں داخل کرنے کے لئے نکال لیا جائے۔

٥٥ نازل۔ کم۔ اتری ہوئی۔ گری ہوئی ٥٦ استرداد۔ واپس لینا

٥٧ ییلاق۔ سرد مقام جہاں موسم گرما بسر کیا جائے۔

٥٨ حول وحوش۔ اطراف و اضلاع۔

زیاده و جفائے بے اندازه می رسانید و آنها را می چاپید[51] مال و منال شان را یغما می کرد۔

امیر توپخانه مواجب جمع توپچیان را از خزینه برمیداشت و دینارے به ہیچ کدام آنها نمیداد۔

خزینه دار میان پول پادشاه پوہاے[52] قلب زیاد داخل کرده بمردم می داد

بیگلر بیگئے[53] قزوین رشوت خوار بود

داروغه برائے انجام کار فقرا در مقابل اغنیا رو دو ا الیستی داشت

و کد خداہا کوچه ہائے قزوین را ناتمیز[54] نگه می داشتند۔ همه آنها را معزول کرده بجائے آنها مردمان معروف شایسته تعیین فرمود

اخوند صمد ملا باشی در زندان ارگ از زندان بان شنید که منصب او را به ہم چشم[55] او ملا رمضان داده اند فجاۃً[56] غصه مرگ شد۔ یوسف شاه

[51] می چاپید۔ دھوکا دیتا لوٹتا تھا [52] پوہائے قلب کھوٹے سکے۔
[53] بیگلر بیگی شہر کا سب سے بڑا حاکم
[54] ناتمیز۔ ناصاف [55] ہم چشم۔ ہمسر۔ ہمعصر
[56] فجاۃً۔ ناگہاں۔ یکایک

باز امر فرمود کہ کوچہ ہائے قزوین را کشاد کنند و درمیان کوچہ ہرجا چاہے ظاہر است بپوشانند کہ آئیندۂ[51] درروند محفوظ باشند. و برائے استماع[52] عرض و دادِ مردم درسید گئے آنہا قرار و قاعدہ گذارد. فرمود کہ بہ فقرائے قزوین از انبار ہائے بادشاہی گندم بدہند و مجلس مشورتی برپا کردہ از مردمانِ صاحبِ وقوف و مقنی[53] ہائے ماہر جمع شدہ برائے آب آوردن بہ شہر قزوین گفتگو و کنکاش بہ عمل آوردہ دستور العمل و تدبیر مجلس را تحریراً بلحاظ[54] بگذرانند. در آں اوان بعضے از طائفہ غالاند[55] در قرب خلیج فارس در محلے مسکنی گرفتہ بودند ہماں روزہا از جانب آنہا ایلچی با عملہ خود واردِ قزوین شدہ کہ با دولتِ ایران برائے تجارتِ طرفین شروطے بستہ شود. ایلچی را با عملہ اش بحضورِ یوسف شاہ آوردند. از نوازشاتِ شایستہ و عقل و فراست و قاعدۂ جہانداری او برائے ایلچی و عملہ اش وجد[56] و سرور

---

[51] آئیندہ و روندہ۔ آیندگان و روندگان

[52] استماع۔ سننا۔

[53] مقنی۔ نہر کھودنے والا۔ یعنی آبپاشی کے فن کا ماہر۔

[54] بلحاظ گذرانند۔ ملاحظہ کے لئے پیش کریں۔

[55] غالاند۔ ہالینڈ

[56] وجد و سرور۔ راحت و شادمانی

حاصل آمده بکلی نایلِ[۱] مرام با تحف و ہدایا مرخص و در کمال رضامندی معاودت نمودند۔

یک ہفتہ از جلوس یوسف شاہ گذشت ہر روز از حسنات اعمال وعدالت اطوار او انواع و اقسامِ علامتِ خیریت بہ مردم ظاہر می شد۔ برائے ایران ایام فیروزی و انبساط و آوان سعادت و اقبال رو داد۔ لیکن چہ فائدہ بنی نوع بشر در ہیچ وقت بہر روز خوب دوام نمی کند۔ گر پدر ما آدم و مادر ما حوا را در بہشت چہ کم و کسرے بود[۲] کہ باز خلافِ امر خدا را کردند۔ و از بہشت رانده شدند۔ انسان ہمیں است۔

اہل قزوین کہ روز مشتہائے[۳] آدم را در دروازه قلعہ آویزان دیدند۔ و در میدان شاہ آدم کشتن۔ دار کشیدن۔ چشم درآوردن و گوش و دماغ کردن میر غضب[۴] را تماشا نمودند این کیفیت برآنہا خیلے غریب آمده۔ اول گفتند، پیداست کہ این پادشاہ تازه بسیار رحیم دل و بردبار است لیکن بہ علم و رحم او بختہا دارد

[۱] نایل مرام۔ مقصد میں کامیاب [۲] چہ کم و کسرے بود۔ کیا کمی یا کسر تھی۔
[۳] مشتہائے آدم۔ کھال کھینچی ہوئی لاشیں
[۴] ۔ میر غضب۔ جلاد۔

کردند و این حرکت را بہ سستی رائے و ضعفِ نفس او حمل نمودند۔ علاوہ بداں بارہا ہزار گونہ عیوب از برائے پسرِ شاہ پیدا کردند۔ مختصر کلام در تحت[1] امرِ ایں قسم پادشاہ صاحب رحم زندگانی کردن در نہایت درجہ ملال افزا مشاہدہ افتاد و امنائے معزول[2] ایں نیت مردم را استنباط[3] کردند غنیمت دانستہ فرصت فوت[4] نکردند بخیالِ شورش و طغیان افتادند و بزودی در قزوین شورشِ عظیم برپا شد۔ اولین سببِ شورش میر آخور معزول بود کہ در کوچہ بہ خزینہ دارِ کہنہ راست شدہ با وے ہمراہی کردہ پرسید ترا بخدا! میرزا حبیب بگو بہ بینم مردم در حقِ پادشاہِ تازۂ ما چہ می گویند میرزا حبیب گفت مردم پادشاہِ تازہ را خوش ندارند اوقات شاں تلخ است۔ سست رائے و بیکارہ اش پنداشتہ اند میر آخور۔ واللہ میرزا حبیب عقلِ مردم از ما زیادہ تر راست میگوید ترا بخدا! ایں چہ احمقی بود کہ ما کردیم۔ یک نفر سراج بے رتبہ را آوردیم برائے خود ماں پادشاہ ساختیم۔ بلا ببصر خود بارہا نمودیم

---

[1] در تحت امر۔ زیر حکومت

[2] امنائے معزول۔ نوکری سے برطرف کئے ہوئے سردار

[3] استنباط۔ نتیجہ نکالنا۔ حاصل کرنا [4] فوت نکردند۔ ضائع کیا۔

عوض خدمت منصب ما را از دست ما گرفت۔ آلان[1] در میان ولایت بقدر سگ بازاری آبرو نداریم واللہ کہ ہیچ رسوائی نمی‌شد کہ ما کردیم۔

خوجہ وارث۔ مگر ما پادشاہی کردیم؟ شاہ عباس ہیچ فرمودہ بود چہ چارہ داشتیم دیگر؟

پیر آخوند۔ خوب شاہ عباس آں وقت پادشاہ و حکمش بر ما روا بود۔ حالا کہ شاہ عباس نیست ما را چہ مانع است کہ این ملعون بے دین را کہ میگویند تناسخی[2] مذہب ہم ہست از تخت پائین نیندازیم تلفش نکنیم؟ بعد ازاں از نسل صفویہ یک شہزادہ را بہ تخت بنشانیم کہ بارے با نجابت[3] سزاوار تخت و تاج پادشاہی باشد۔

خوجہ وارث۔ بسیار خوب حرف میزنی۔ درین[4] خصوص من با تو موافقت خواہم کرد۔ اما دو نفر از دشمنان چہ میگوئی؟ یکی ہم تو و امیر توپخانہ را کہ اورا نیز پیدا بکنیم آخر آں ہم نسبت با در

---

[1] الان۔ اس وقت

[2] تناسخی مذہب جس کا عقیدہ ہو کہ مرنے کے بعد انسان کی روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلی آتی ہے۔ آواگون کو ماننے والا۔

[3] نجابت۔ شرافت نسب [4] درین خصوص۔ اس معاملے میں۔

معزول‌بین است (هر دو میروند منزل توپخانه) دامیر توپخانه از رفتن آنها خیلے خوشحال شده در کمال شوق حرف آنها را گوش داده بکلی در باب شورش به آنها متفق می شود. میگوید که این کارها بے رضا یے باقرخان سرکرده سوارها یے چگین صورت پذیر[1] نمی شود

امیر توپخانه۔ باقرخان با من دوست یگانه است من گردن میگیرم[2] که او را درین عمل با خودمان یکے کنم[3]۔ می گویش قضیه که در ایام سلطنت ابی‌یوسف شاه بے دین به سر ما آمده است آخر به سر تو هم خواهد آمد۔ پیش از وقت علاجش را باید کرد۔ یقین دارم که این حرف به او اثر خواهد کرد۔ چونکه دیروز در سلام عام[4] شاه به وے غضبناک شده سرزنش نموده است که شراب خورده مست برائے نماز خواندن به مسجد رفته است۔ اگر باقرخان با ما همراضی بشود سرکرده پیاده ها فرخ خان نیز راضی خواهد شد چون فرخ خان پسر عمو و داماد باقرخان است در هیچ کارے مخالفت او راضی نکند۔ آقا شما بر خیزید برود پیش بیگلربیگی قدیم

ـــــــــــــــــــــــــــ

[1] صورت پذیر۔ واقع۔ ممکن

[2] گردن میگیرم۔ میں ذمہ دار ہوں

[3] یکے کنم۔ متفق کرلوں گا [4] سلام عام۔ دربار عام

قزوین او را نیز راضی کرده گردنش[1] بگذارید که داروغہ و کدخدا ہائے معزول را خواستہ دریں خصوص گفتگو نمودہ رائے آنہا را نیز بدست[2] بیاورد۔

مفتنین[3] از ہمہ گر جدا می شوند۔ ہریکے میروند کارے صورت بدہند۔ مطلب خیلے زود تر حاصل آمد و در مدت سہ چہار روز ہمہ منتخب شدہ ہا معلوم شدند و ہمگی میل شورش و آمادۂ غوغا گردید۔ قرار[4] گذاردند کہ روز شنبہ صبح سرائے پادشاہی را احاطہ نمایند و داخل اندرون شدہ یوسف شاہ را از روئے تخت بزمین افگندہ ہلاکش کنند۔ بعد برائے خود شان از نسل صفویہ یک پادشاہ تازہ بگمارند۔

وقت صبح ہماں روز مقررہ کہ ہنوز در سرائے پادشاہی کشودہ نشدہ بود سوارہ و پیادۂ زیادی ہمہ مکمل و مسلح اطراف آں را احاطہ کردند۔ یوسف شاہ از کیفیت خبردار شدہ فرمود کہ دربار را باز کنند۔ یوسف شاہ ایں حرکات نامناسب را

[1] گردنش بگذارید۔ اس کو ذمہ دار کردو

[2] بدست بیاورد۔ حاصل کرے

[3] مفتنین۔ فتنہ پیدا کرنے والے

[4] قرار گذاردند۔ طے کر لیا۔

از ملّا باشئ سابق۔ دزماں خاں سردار۔ دوزیر و مستوفئ قدیم و منجّم باشی و مولانا جمال الدین کہ اشخاص صاحب قدرت و آشکار بدخواہِ او بودند۔ منظور[51] می نمود۔ بنا برآں در ابتدائے جلوس از راہِ احتیاط لازم دانستہ آنہا را بہ حبس انداخت۔ امّا در مہلکہ[52] از جائے دیگر باز شد۔ در ایں حال ہوا خواہانِ یوسف شاہ خبردار شدہ و باکثرت از دحام آناً فاناً[53] بہ سرائے شاہی رو آوردند مقابلِ متّقین ایستادہ آغاز نصیحت و وعظ نمودند کہ ایں حرکتہا را موقوف نمایند۔ فائدہ نداد کار از صلاح و مدارا گذشتہ بہ جنگ و جدال آغاز کردند۔ قیامت قائم شد۔ طرفین از سر و جان مضایقہ نکردند کار از تیر اندازی گذشت۔ دست بہ شمشیر و خنجر کردہ بیکدیگر حملہ نمودند۔ خون بجائے آب رواں گردید۔ سہ ساعت دیگر بکمال شدت مجادلہ[54] و مقابلہ طویل کشید۔ قریب شش ہزار نفر از طرفین ہلاک و زخمی شد۔ عاقبت آثار ضعف و انکسار طرفِ خواہانِ یوسف شاہ مشاہدہ گردید۔ چوں خلق

---

۵۱ منظور می نمود۔ دیکھتا تھا   ۵۲ مہلکہ۔ ہلاکت

۵۳ آناً فاناً۔ فوراً تھوڑی سی دیر میں

۵۴ مجادلہ۔ جنگ و جدال

ناشناس پے در پے از شهر بیروں آمده بدستۀ مفتنین جمع آمده
به کثرت و قوتِ آنها باعث می شدند بنابر آں هوا خواهانِ یوسف شاه
شکست پیدا کرده هر کسے بنوعے سر از معرکه کنار کشیدند جان به
سلامت در بردند مفتنین هجوم آورده در سرائے شاهی را شکستند
داخل شده یوسف شاه را هر چه جستند پیدا نکردند. یوسف شاه
مفقود الاثر[۱] شد. بعضے گفتند در وقتِ جنگ میانِ هوا خواهانِ
خود رفته با حضورِ خود آنها را به جنگ تدبیر میکرد. در اثنائے
جنگ مقتول شده بعضے گفتند پنهاں شده از میاں بیروں رفته
گریخت خاصه درمیانِ مقتولین نعش او پیدا نگشت فاما بعد از
آں دیگر کسے او را در جائے نشان نداد. مفتنین سرائے شاهی
را غارت کردند و آنجا به بازار ریختند[۲]. و سلاکین و کاروانسرائے
بیغما رفت. و از آنجا هم بیروں آمده بکوچهائے یهود و سنی
کشتند. خانه همه را دغون[۳] و تاراج کردند. انواع الواع
شرارت و حرکت بے اندازه بعمل آوردند. آفتاب غروب کرد
هر کسے بخانۀ منزلِ خود مراجعت نمود. شورش و غوغا ساکت

---

۱ مفقود الاثر: بے نشان۔ بے پته۔

۲ ریختند: حمله کی

۳ داغون: غارت۔ تباه

شد۔ فردائے آں روز روسائے شورش از نو دروازہ ارک شکستند۔
زمان خان سردار۔ میرزا محسن وزیر۔ میرزا یحییٰ مستوفی۔ مولینا
جمال الدین و منجم باشی را از مجلس بیرون آوردند۔ گذارش را
نقل کردند۔ پرسیدند۔ اکنون از نسلِ صفویہ کدام شہزادہ را سزاوار
تخت و تاج می بینید۔ مولانا جمال الدین گفت کہ شما را بچہ را بگوید
بہ بینم امروز چندم ماہ است۔ میرزا خور گفت۔ امروز شانزدہ روز
از عیدِ نوروز گذشتہ است۔ مولانا اظہارِ بشاشت کردہ گفت دیگر
غم مخورید۔ شورش ہماں روز واقع شدہ است معلوم است آفت
گذشتہ است۔ ہیچ کدام از شاہزادگان صفویہ شایستۂ پادشاہی
نیست ہمہ کم ریش[1] و کوراند۔ بعضے را شاہ اسمعیل ثانی کور کردہ
است۔ و بعضے را شاہ عباس خودش کور کردہ آنہا دیگر بکار نمی خورند[2]
و بہ تصرف نمی آیند۔ پادشاہ ما باز شاہ عباس است۔ میرزا خور
گفت کہ ما بہ پادشاہی او خوشنودیم دورۂ او بہ ہمہ ما بسیار
خوش میگذشت چہ فائدہ چہ کنیم او از تخت و تاج دست کشیدہ
از چشمہا پنہاں است۔ حالا ہم کسی داند کجا است مولانا خندیدہ

۱ھ کم ریش۔ نو عمر۔ نابالغ

۲ھ بکار نمی خورند۔ کسی کام کے نہیں ہیں۔

گفت کہ از تخت و تاج دست کشیدنِ او سبب داشت۔ اینک آں سبب رفع شدہ است۔ ما خود ماں سید انیم کجا پنہاں است می رویم می آریم باز بہ عمارتِ خود ش میرسانیم ہمگی بہ خاستہ آمدند بہ خانۂ کہ عباس پنہاں بود او را از آنجا بیروں آوردند بہ سرِ شاہی رسانیدند۔ مثلِ اوّل مالکِ تخت و تاج گردید کاروکارہا بہ قرارِ[۱] سابق صورت گرفت کہ گویا ہیچ حادثہ واقع نشدہ بود

مصنّف گوید

تعجب دارم از حماقتِ ایں کواکب کہ فریب اہلِ ایران را خوردند و ندانستند کہ یوسف سراج شاہِ ایران بنود۔ ایرانی او را بادشاہ مصنوعی نمود و حیلہ کردہ بودند۔ ہمچو سادگی و گول[۲] خوردن خیلے عجب بود۔ کواکب بہ اہلِ ایران ناامید شدند و شاہ عباس را کنار نگذاردند و یوسف سراج بیچارۂ بے تقصیر را بدبخت کردند و بعد ہم چہل سالی مرا سر بہ سفاکی[۳] و جباری[۴] ادب بے اعتنا[۵] ناظر شدند دادنی علامت

---

۱ قرارِ سابق۔ پہلی حالت

۲ گول خوردن۔ دھوکا کھانا۔

۳ سفاکی۔ خونریزی

۴ جباری۔ ظلم۔ زبردستی

۵ بے اعتنا۔ بے پرواہ ہو کر۔

جبارینے شاہ عباس این بود کہ یک پسر خود را بکشت و دو نفر دیگرش را کور کرد۔ پسر دیگر ہم نداشت بوذہ او وارثِ او گشت آما کواکب ہم جائے مذمت نیست۔ کواکب را باشخص شاہ عباس عداوتے نبودہ۔ بہ آنہا لازم افتادہ بودہ کہ پانزدہ روز از عیدِ نوروز گذشتہ از تختِ سلطنتِ ایران شخصے را پایئں آوردہ بدبخت کنند در آں وقت در سرِ تختِ سلطنتِ ایران یوسف سراج نشستہ بود بنابر آں کواکب او را پایئں انداختہ بدبخت کردند۔ ہرگز بخیالِ کواکب خطور[1] نمیکرد کہ اہلِ ایران آنہارا نقش زدہ خواہند تابید[2]۔ وعوض پادشاہِ حقیقی پادشاہِ مصنوعی بزیر صدمہ آنہا خواہند انداخت

منجم گوید

"العبدُ یدبّرُ واللہُ یُقدّرُ"[3] درصورتے کہ افراد انسان فرداً فرداً اسبابِ تقدیراتِ خدائے بودہ باشد مسلماً ہیئتِ مجتمعۂ[4] آں صاحب

---

[1] خطور۔ دل میں کسی بات کا گزرنا   [2] خواہند تابید۔ دھوکا دیں گے۔

[3] اَلعَبدُ یُدبّرُ وَاللہُ یُقَدِّرُ۔ بندہ تدبیر کرتا ہے اور خدا تقدیر بناتا ہے یعنی بندے کی تدبیر اللہ تعالیٰ کے اندازہ و تقدیر سے باہر نہیں ہوسکتی۔

[4] ہیئت مجتمعہ۔ مجموعی ہیئت

ہرگونہ ارادہ و قابلِ انجامِ ہر نوعِ امورِ سلطنت خواہد بود۔ اجتماع[1] نفوس و اتفاقِ قلوب برائے ہرگونہ ارادہ در ہر زمانے کہ تشکیل[2] پذیرفتہ منحصر شدہ است کانّہٗ ہو[3] عدم آں ارادت متعذر و متصور گردیدہ و کرّر مشاہدہ شدہ محتاج بہ اثبات نیست للہ درّہٗ[4] من قال:—

نظم

تو مغزِ عالمی۔ زاں در میانی　　بداں خود را کہ تو جانِ جہانی
منجم گو زِ ایماں بے نصیب است　　اثر گوید کہ از شکلِ غریب است
اثر از حق شناس اندر ہمہ جا　　زحدِّ خویشتن بیروں منہ پا

---

[1] اجتماعِ نفوس۔ لوگوں کا ایک بات پر متفق ہونا۔
[2] تشکیل پذیرفتہ۔ واقع شدہ
[3] کانّہٗ ہو۔ جیسا کہ وہ ہے یعنی بجنسہ۔
[4] للہ درّہٗ من قال۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ خدا کہنے والے کو جزائے نیک دے۔

رستم در قرن بیست و دوم

(تصنیف صنعتی زادہ کرمانی)

ادبیات عجم حصہ اوّل میں اس افسانہ کا ابتدائی حصہ شامل کیا گیا ہے جس میں پروفیسر جانکاس کی ایجاد (مردوں کو زندہ کرنے والی مشین) کا تذکرہ ہے۔ جانکاس ایران قدیم کے مشہور پہلوان رستم کو اور اس کے ملازم زنگیانو کو اور اس کے مشہور گھوڑے رخش کو زندہ کرتا ہے۔

حصہ دوم میں اس کے آگے کا قصہ شامل کیا جاتا ہے۔ جس میں بائیسویں صدی عیسوی کے بہت سے عجائبات ہیں۔ پروفیسر جانکاس اپنی ایک تقریر میں بیان کرتا ہے کہ اس کی ایجاد کردہ مشین کیونکر مردوں کو زندہ کرتی ہے اور پھر زندہ کردہ اشخاص میں سے رستم کے ملازم زنگیانو کو مشین کے

ذریعہ سے دوبارہ عدم میں پہونچا دیتا ہے۔ یہ حصہ بھی بجائے خود مکمل ہے

جانکاس گوشئے[1] تلفون بے سیمی را کہ ہمراہ داشتند بر داشتہ و بیکے از ہمراہان بہ ایستگاہ[2] طیارات سریع السیر اطلاع داد کہ طیارہ را کہ بمنزلہ[3] بارکش[4] ہائے قرن بیستم بود ہاں جا بفرستند۔

طولے نکشید کہ صدائے ہمہمہ طیارہ در فضا پیچیدہ و اندر سیاہی آں مثل عقاب تیز بالے از افق نمودار گردید۔ ہر چہ طیارہ نزدیک ترشد رنگ دروے رستم ہم بیشتر می پرید ولے برائے آنکہ حریف را مرعوب سازد داستان سیمرغ را بخاطر آوردہ طیارہ را بجانکاس نشان دادہ گفت:

"سیمرغ! ایں پرندہ خدمت گذار است کہ بیاری من آمدہ و در یک لحظہ کار ہمہ را می سازد دیگر بروید بفکر چارۂ باشید!"

جانکاس گفت چیزے نیست ما او را خواستیم و حالا آمدہ است رستم مبہوت ماندہ نظرے بقد و بالائے جانکاس نمودہ با خود گفت بالتعجب ایں مرد در آسمانہا ہم دست دارد۔

زنگیا از وحشت و ترس خود را عقب رخت کشیدہ منتظر وقوع سانحۂ عظیمے بود

---

۱ گوشئے تلفون بے سیمی: بے تار کے ٹیلیفون کا آلہ جس کو منہ کے سامنے رکھ کر بولتے ہیں۔
سیمرغ: [illegible]۔ ۲ ایستگاہ طیارات: ہوا جہازوں کا اسٹیشن ایئر اڈا۔
۳ بمنزلہ: مقابلہ، مانند۔ ۴ بارکش ہائے قرن بیستم: بیسویں صدی کے باربرداری طیارے۔

طیاره بآرامے بر زمین نشست راننده آن از میانش بروئے زمین جستن کرده. بجلو جانکاس آمد بطرز نظامی[۵۱] سلام داد. رستم برائے این کہ از شر اهریمن[۵۲] خلاص شود با نظرے ضمیمانه[۵۳] متوجه قرص آفتاب گردیده و عاجزانه نجات خود را از جادو و پلیدی ہائے این پتیارگان[۵۴] زبان کاری طلبید۔

جانکاس فرمان داد ماشین[۵۵] تجسم ارواح و اجساد مردگان را درمیان آن طیاره بگذارند. و بآدیاتور[۵۶] طیاره آدرس[۵۷] دارالعلم شهر زنکلیانا را که دران وقت بجائے دبستان حالیه تسمیه خواهد شد داده و گفت ما ها از تو جلوتر[۵۸] می رویم و تو این احمال[۵۹] و اثقال را بآنجا برسان۔

طیاره نفیر زنان[۶۰] و پرواز کنان در آسمان اوج گرفت و ے جانکاس و شاگردانش با بالهائے[۶۱] خود را بشانهائے شان وصل نموده و آهسته

---

۵۱ بطرز نظامی: فوجی طریقے سے۔ ۵۲ اهرمن: شیطان۔ ۵۳ ضمیمانه: مخلصانه
۵۴ پتیاره: شریر: مفسد۔ ۵۵ ماشین تجسم ارواح و اجساد مردگان: مردوں کی روحوں اور جسموں کو ترکیب دینے والی مشین۔ دوباره زنده کرنے والی ۵۶ آدیاتور: ایویٹر۔ ہوا باز۔ ہوائی جہاز چلانے والا۔ ۵۷ آدرس: ایڈریس۔ پتا۔ نشان
۵۸ جلوتر: بہت آگے۔ بہت پہلے۔ ۵۹ احمال و اثقال: حمل و ثقل کی جمع۔ بوجھ
۶۰ نفیر زنان: آواز کرتا ہوا۔ ۶۱ بالهائے خود: اپنے پر و بازو۔ بائیسویں صدی میں ایسے پر ایجاد ہو جائیں گے کہ آدمی اپنے کندھوں میں لگا کر اڑتا پھرے گا۔

بدون سر و صدا[۱] به پرواز در آمدند۔

جانکاس که تا آن وقت سعی می کرد احساسِ تجربش گزارش از تجربه تکمیل اختراع خویش که نموده بود آگاه در موقع خواستنِ طیاره برای اعزام[۲] رستم و زنکیا لا دچار اشتباهی[۳] شد که بعد با هیچ قیمتی نمی توانست آن را جبران[۴] نماید۔ و همین یک اشتباه در یک لحظه تمام سکنهٔ اقطار عالم را بجنب و جوش[۵] در آورد و بوسیلهٔ بی سیمها[۶] فوری[۷] تمام دول و ملل عالم خبر کشفیات[۸] محیر العقول او رسید۔

همین که طیاره چی از تمام قضایای[۹] شگفت انگیز[۱۰] ماشین و مطالعات جانکاس آگاهی نمود۔ بمجرد آنکه از زمین بلند شد بی درنگ از بالای آسمان بوسیلهٔ بی سیم خبر این اکتشاف عجیب را بیکی از جراید اطلاعات بتبلیغ زیاد[۱۱] فروخت۔

طیاره که رستم و زنکیا بود راحال قسمتی از راه را بیشتر طی نموده بود که در یک لحظه ساکنین کرهٔ زمین از اخباری که بیتابی با آن

---

۱ سر و صدا: شور و غل ۲ اعزام: قصد سفر ۳ دچار اشتباه: غلطی کا مرتکب۔
۴ جبران: تدارک ۵ جنب و جوش: جنبش ۶ بے سیم: بے تار کی خبر رسانی
۷ فوری: فوراً ۸ کشفیات: ایجادات ۹ قضایا: حالات و معاملات ۱۰ شگفت انگیز: تعجب خیز ۱۱ تبلیغ زیاد: بڑی بھاری قیمت پر۔

فوریت[51] مطلع شوند مستحضر[52] گردیدند.

بدیهی است از انتشار این خبر یک دفعه دنیا وضعیت دیگری بخود گرفت۔ تمام امور مردم دگرگون شد۔ طرز معاملات تغییر یافت۔ کلیه اشیاء و اموال منقول وغیره ترقی فاحش[53] نمود۔ عموم از پیر و برنا کوچک بزرگ از خوش حالی دست در دست یک دیگر را گرفته در معابر[54] می رقصیدند. سال خوردگانی که هر لحظه انتظار مرگ را داشتند ذوق زنان[55] جشن گرفته[56] هم دیگر را می بوسیدند.

همه جا صحبت[57] جانسن و اختراع عجیبش بود. باستثنای اختراعی او را بزرگ ترین کامیابی های بشر در زندگانی می دانستند۔

ساعت بساعت انبوه جمعیت های مردم رو بزیادی گذارد و تمام صنوف و اعضاء[58] ادارات عمومی دست از شغل و کسب خود کشیده بی اراده براه افتاده از یک دیگر می پرسیدند۔ بعد از این وضعیت زندگانی چه صورتی بخود می گیرد؟

---

[51] فوریت = سرعت، عجلت   [52] مستحضر = واقف و آگاہ۔

[53] ترقی فاحش = نمایاں اور بڑی ترقی   [54] معابر = راستے۔ معبر کی جمع

[55] ذوق زناں = جوش شادمانی سے مست ہو کر   [56] جشن گرفتہ = باہم مل کر خوشیاں منا کر   [57] صحبت = گفتگو، چرچا   [58] اعضاء = ارکان، ممبر

عقلا و دانشمندان درجہ اوّل با بُہت[51] و حیرتے زاید الوصف بنگاہ آتیۂ[52] زندگانی افتادہ بعضے ازیں اختراع خوش بیں[53] و بعضے ایں اختراع را خیانت بعالم بشریت دانستہ و صریحاً می گفتند کہ صاحب ایں اختراع بزندگانی مردمانے کہ در قید حیات می باشند لطمۂ[54] عظیمے وارد ساختہ است چہ اگر بنا شود مردگان زندہ شوند، یک نفر ہوس را می تواند بایک ماشینے صدہا میلیارد[55] اموات را کہ از ہزاران قرن باینطرف در عالم زندگانی داشتہ اند بقید حیات درآوردہ و در صحنۂ عالم سر دہد و ایں عمل از عموم خلق سلب آسایش و راحت می نماید۔

علاوہ ہمیں کہ مردم دانستند کہ دیگر مردنے در کار نیست طمع و آز شان صد مقابل[56] شدہ و حتے بزندگانی علاقمند می شوند کہ از ہیچ جنایتے[57] روگرداں نخواہند بود۔ و عاقبت امور دنیا مانند دریائے کہ منجمد بشود راکد[58] ماندہ و زندگانی بشر بمخاطرۂ عظیمے دچار خواہد شد۔

---

۵۱ بُہت = حیرت
۵۲ آتیہ = مستقبل = آنے والی چیز
۵۳ خوش بیں = اچھا سمجھنے والے طرفدار
۵۴ لطمۂ عظیم - بڑا صدمہ - نقصان
۵۵ میلیارد = ملین - لاکھوں
۵۶ صد مقابل = سو گنا
۵۷ جنایت = گناہ
۵۸ راکد = ٹھہرا ہوا - گندہ - کثیف

در اندک وقتے صدها هزار تلویزیون[۱] بکار افتاده از اطراف دنیا اشعه[۲] هاے غیرمرئی باطراف طیاره که رستم و زنگیا نو را در آن گذارده بودند پراگنده می شد و قبل از آن که طیاره بمقصد برسد جرائد[۳] تمام نقاط دنیا عکس رستم و زنگیا نو را که در طیاره بوسیله رادیو[۴] گرفته شده بود در صفحات خود گزارده کرده[۵] نشر داده بودند۔

آسمان وضعیت غریبے بخود گرفته شاید تا آن وقت هیچ گاه آن طور آسمان مورد توجه بشر واقع نشده بود۔ خلائق از روئے دریا ها جزائر و خشکی کوچک ترین حرکات مهمانان جدید الورود را با تلویزیون هاے شخصی می دیدند

در همین موقع طیاره که حامل رستم و زنگیا نو بود ببالاے شهر زنگیانا رسید فی الواقع آنجا شهر نبود بلکه نمونه از بهشت برین بود۔

شعاع آفتاب بعمارت و مناره هاے بلورینے که مانند آفتاب درخشنده تابیده و تلالو[۶] شگفت انگیزی داشت۔

فواره هاے که باقسام مختلف ترشحات آب را در فضاے شهر

---

۱ تلویزیون = ٹیلی ویژن۔ ایک آلہ جس کے ذریعہ سے ہزاروں میل دور کی چیزوں کو آنکھوں سے دیکھ سکیں گے جیسے اب ریڈیو سے آوازیں سن لیتے ہیں۔

۲ اشعہ ہاے غیرمرئی = نظر نہ آنے والی شعاعیں ۳ جرائد = اخبارات

۴ رادیو = ریڈیو ۵ گزاردہ کردہ = درج کرکے ۶ تلالو = چمک۔ درخشانی

پراگنده می نمودند بر شکوه و عظمت آں شهر می افزودند۔

در بالائے هر فواره بواسطهٔ تابش شعاع آفتاب دایرهٔ قوس قزح تشکیل یافته دگوئے آسمان را با لوان مختلفه رنگ آمیزی نموده اند۔

راستی ایں شهر که اکنوں دو نفر مهمان تازه وارد از آں عالم بدال جا ورود می نمایند نمونهٔ از قدرت نمائی هائے فکر و عمل انسان می باشد همه چیزش از در و دیوار گرفته تا زیر زمین و آسمان پر از عجائب غرائب است۔

در هر چندے از یک قسمت شهر نیچے وزیده و عطر ملائے درخیابانها دکوچها پراگنده می شود لحظه به لحظه ایں بوئے هائے خوش معطر تغییر یافته و شامه ساکنین ایں شهر را نوازش می دهد۔

هیچ صدائے که موجب اختلال حواس واقع گرد و استماع نمی شود چه بوسیله ماشین هائے قطع جریان هوا از هر صدائے جلوگیری شده دگوئے سکوت محض همه جا را فرا گرفته است۔

ساکنین شهر با تغییر امواج تلویزن هائے بے سیم و بوسیله تلویزیونها از فرسنگها مسافت دره حالتے که یک دیگر را مشاهده می نمایند با هم صحبت میدارند دراین شهر یک نفر با سیمائے گرفته[1] و عبوس[2] دیده نمی شود و همه

---

[1] سیمائے گرفته: غمگین صورت [2] عبوس: بدمزاج

خوش بیں، خوش حالت، وخون گرم[51] اند بہ خوش گل و وجیہ و خوش اندام اند
ہر کسے وظیفہ[52] دارد کہ اعمال یومیہ خود را یادداشت نماید اید آل[53] ہائے ایں است
ہر چیزے را بحد کمال برسانند. در روز شب ساعی اند کہ شستہ رفتار نمایند
کہ نہ کسے را محزون کنند و نہ خود محزون شوند۔ روے ہم رفتہ آثار
خوشی و مسرت از در و دیوار ایں شہر می بارد

طیارہ حامل مہمانان جانکاس دربائے ایں شہر با عظمت دیدہ کہ
نمونہ کاملے از قدرت نمائی ہائے بشر بود چرخے زدہ و چوں بمقابل دار العلم
رسید باہستگی مانند پروانہ کہ بروے گلہائے باغستان بنشیند در محوطہ
چمن زارے کہ بمنزلہ جلوخان دار العلم بود نزول کرد۔

سالونی کہ برائے پذیرائی رستم تعیین شدہ بود از آخریں شاہکار
ہنر نمائی ہائے معماران قرن بیست و دوئم بود۔ در تعریف و توصیف
ایں بنا ہمیں بس کہ با حرکت چرخ کوچکے کہ خیلے شبیہ بہ رول الوجیل[54] ہائے
قرن بیستم بود آں بنا بچندیں طرح و طرز تغییر شکل می یافت۔

درجہ حرارت ہوا ایش ہمیشہ بیک حد معنی متوقف بود و گرما و سرما نشنید

---

[51] خونِ گرم = تندرست، چست و چالاک [52] وظیفہ = خدمت۔ ڈیوٹی
[53] اید آل = آئڈیل مطمح نظر۔ مقصد حیات (انگریزی لفظ ہے)
[54] رول الوجیل = موٹر کار چلانے کا ہینڈل" پہیہ۔

ہم نمی تواند در ہوا سے معتدل آں وخاستہ نماید و ہمچنیں اختیار بلند ساختنش از سطح زمین در دست انسان بود و باندک فرمانی منجا و ذراعے ذرعے از زمیں بلند می شد ودرمیان ستونہائے حیرت انگیزش ازعقب شیشہ ہائے قطور بلوریں جویان آبہائے زلالی نمایاں بود و مشاہد ہ جست و خیز و حرکات دلچسپ صدہا قسم ماہی ہائے الوان موجب شگفتی بیننده می شد مع التاسف و رعونت آنکہ رستم از ایں عجائب و غرائبے کہ بدست ہم نوعان خودش صورت واقعی یافتہ بود لذت بردہ و تعلیم و معرفت سر تعظیم فرود آورد مانند آنکہ لانہ زنبور را می بیند تمام فکر و خیالش را باین مسئلہ معطوف کردہ بود کہ از چہ راہ می تواند پے باسرار آں طلسم ببرد

سپس روے را بجانکاس نمودہ گفت اے دلاور زمان وقت بازیست بیا و امشب بیارامید۔

جانکاس زنگ ظریفے را کہ چوں حلقہ نقرہ بدیوار آویختہ بود بکشید فورے یک طرف دیوار سالونش بحرکت در آمدہ و مانند دولا بچہ کہ ازہم باز شود در آں بازگشتہ و میزہائے کوچکے کہ روے شاں از انواع مشروبات خنک و گوارا و خوردنیہاے لذیذ چیدہ شدہ بود مانند آنکہ

---

۵۱ دخت - حق ۵۲ ذرع - گز ۵۳ مع التاسف - افسوس ہے کہ
۵۴ شگفتی ۵۵ سالون - سیلون کمرہ

پا داشته باشند براه افتاده و هر میزے در جلوی یک نفر از مهمانان توقف نمود.

باز رستم نظرے بزمین و سقف سالون نموده با خودش گفت فی الواقع این شخص عجب قدرت مالانهایة دارد. پس دست فرا برده گیلاس شرابے را که رنگش همچو لعل یمانی و طعمش سبقت از شراب طهور می برد با قطعه کبابے از روے آن میز برداشته گفت این گیلاس شراب را بیاد دوستی و وفاداری تو اے جانکاس و لارد سر میلسم جانکاس و ساپرین نیز گلاس هاے خودشان را پر از شراب نموده و بسلامتی رستم سرکشیدند.

چون رستم آن گیلاس را سرکشید بقدرے آن را گوارا یافت که هیچ وقت چنان شرابے خوش گوار و خوش طعم نیاشامیده بود و خواست براے دفعه دوم گیلاس خود را پُر نماید اما میزها از جلوش رد شده بود

از این جهت جانکاس دو مرتبه[1] حلقهٔ مخصوص را بکشید و دیوار سالون بحرکت آمد و میزها مانند دفعه اول براه افتاده هر میزے در جلوی یک نفر از حاضران بایستاد و هر کسے گیلاس خودش را پر از شراب نمود.

---

[1] دو مرتبه = دوباره - دوسری مرتبه (فارسی جدید میں یہی معنی مراد لئے جاتے ہیں)

جانکاس گیلاش خودش را بلند نموده گفت این گیلاس را بهم بنام دوستی و یگانگی بیاشامیم رستم هم گیلاس خود را تا آخر سرکشیده گفت من بعد با دوستان شما دوست و با دشمنان شما دشمنم لکن باطناً با خود می گفت اسے بیچاره جادوگر! اگر روزے بچنگم بیافتی ترا خوراک مرغان بیابان یا ماهیان دریا خواهم نمود۔

غفلةً[1] چراغ هاے الکتریک[2] سالون را روشن نموده و هیچ معلوم نگشت این روشنی زیاد از کجا آن سالون می تابد چه ذرات نورے که از سطح زمین و سقف سالون و دیوارها عبور می نمود بنوعے بود که بچشم انسان می آمد و بهمین آسانی تاریکی شب نمی توانست بمحل سکونت مردمان آن روز دسایه افگنده عیش آنها را تیره کند و فرقی بین روز و شب بگذارد۔

بتدریج مشروب هاے جانکاس اثر خود را بخشیده و سیماے خشمناک رستم که تا آن لمحه بهر چیزے بنظر بغض و عداوت می نگریست از هم باز شد و بعد جانکاس گفت آیا امشب درین جا خواهیم ! نه ؟ جانکاس گفت بلے حالا امشب است بهمین جا مهمان من خواهید بود۔

---

[1] غفلةً ۔ یکایک

[2] الکتریک ۔ الیکٹرک ۔ برق۔

رستم۔ تعجب نمودہ نظرے بہ فضائے روشن سالون کردہ گفت چہ طور شب است؟

جانسکاس۔ اکنون بشما نشان می دہم و بآرامے انگشت بروی دکمہ[۵۱] کہ در کنارش بود بگذارد و جریان الکتریک را قطع نمود

تاریکی ظلمت شب باآنجا مسلط شد. دریں موقع بہ سرعت غریبے پردہ سینمائے اتوماتیک[۵۲] در وسط آں سالون کشیدہ شد و فیلمے[۵۳] را کہ تاآں ساعت از رستم برداشتہ شدہ بود نمایاں گردید۔

دریں قرن صنعت سینما بحد کمال رسیدہ بر خلاف سینما ہای قرن بیستم کہ ہر چیزے را یک طرف مانند عکسے نشان می دہد ایں سینما ہر چیزے را عیناً[۵۴] از ہمہ طرف نشان می داد۔ وحتیٰ علاوہ بر انعکاس اصوات بوے گلہا و ریاحین و ہر رایحہ خوشی و ناخوشی را تماشا چیان استشمام[۵۵] می کردند۔

رستم در مقابل خود منظرہ کوہ پلنگان سیستان را کہ ہزاران دفعہ برائے شکار نخچیر و پلنگ و ددو دام و قلعہ ہا ایش گذر نمودہ و شب ہا در

---

۵۱ دکمہ: برقی روشنی کا سوئچ یا گھنڈی ۵۲ سینمائے اتوماتیک۔ آٹومیٹک سینما خود بخود حرکت کرنے والی تصاویر ۵۳ فیلم: فلم۔ پردۂ تصاویر
۵۴ عیناً: بعینہ۔ بجنسہ۔ اصلی صورت میں ۵۵ استشمام: سونگھنا۔

نمایش بسر برده بود در مقابل خود یافت با خود گفت: یا للعجب! این
اطاق در زیر این سقف سحر انگیز که پلنگان چه می کنند؟ اینجا کجا
که پلنگان کجا؟ چشمها را مکرر با انگشتان می مالید۔

رستم غفلةً در فضای آن سالون شبیه خودش را مشاهده نمود
که تکیه[له] به درختی داده و از جای نمی جنبید ناگاه خود را دید که از زمین
بلند شده چند قدم راه رفت و فریاد زد زنگیا! زنگیا! لو! صدایش
در کوه ها منعکس گشته و کلمه زنگیا لو شنیده می شد۔ از این
مشاهدات بهت و حیرتش بیشتر شده سخت تر دید نمود در یک
عالم وهم و تردیدی فرو رفت که تا آن ساعت چنان مبهوت نشده بود
مانند غریقی که در دریای بیکرانی دست و پا می زند بی اختیار با خود
گفتگو می داشت اما برای حل این معما عقلش بجائی نمی رسید
عاقبت برای رفع تردید خنجرش را درآورده نوکش را به پهلوی خود
زده دید تا پیدا کند آیا فی الواقع او خودش رستم است یا صورتی که در مقابلش

له تکیه به درخت: یہ وہ منظر ہے جب پروفیسر جانکاس نے رستم کو اپنی مشین سے
غائب کر دیا تھا۔ رستم اس حالت میں زندہ ہوا تھا کہ درخت سے تکیہ لگائے ہوئے تھا۔ پھر
گھبرا کر اس نے اپنے ملازم کو آواز دی۔ اس وقت کی تصویر لیکر فوراً فلم تیار کر کے اسی وقت
شب میں رستم کے سامنے پیش کر دی تھی۔ یہ بیسویں صدی کے عجائبات ہیں۔

زنکیا لو را صدا می زند همین که احساس درد نمود کمی آرام شد اما باز خودش را می دید که با شاگرد جانکاس حرف می زند صدا صدا ے خودش طرز و رفتار همان طرز و رفتار خودش هرچه بیشتر برای حل این مشکل فکر می کرد سرگردان تر می شد تا عاقبت حوصله اش تنگ شده غریو[1] نمود و گفت :—

وای جادوگران زبردست آیا رستم را مسخره کرده اید ؟ این مرد که خود را شبیه من ساخته از کجا آورده اید ؟)

این بیانِ رستم موجب خنده آور بود که تنها ساکنین آن اطاق را از خنده روده بر کرد بلکه تمام اشخاصے را که بوسیلۂ تلویزیون با در نقاط مختلفۂ دنیا آن هنگامہ را مشاهده می نمودند خندانید۔

جانکاس دو مرتبه کلید الکترک را پیچانیده پردۂ سینما بجای اولیه خودش رفته و سالون روشن گردید۔

پروفیسر جانکاس ایک مجمع کے سامنے تقریر کرتا ہے اور مشین سے مردوں کے زندہ کرنے کی تدبیر و عمل کو بیان کرتا ہے اور پھر تصدیق کے لئے ملازم رستم کو دوبارہ مشین کے ذریعہ سے فنا کرتا ہے۔

---

[1] غریو نمودہ۔ چیخ کر۔ چلا کر۔

اختراعے راکہ ہزار سال دیگر ہم نبالیستی صورت واقعی پیدا نماید.
امروز بمعرض عمل در آوردہ ام۔ بنا بر این یقین دارم مخالفینم خصوصاً
کسانے کہ بالیستی عادلانہ قضاوت[1] نمایند خیالات خوبی در خصوص
اختراع من نمودہ و مرا محکوم[2] خواہند کرد اما من ہم از شرافت خود و
مقامِ ارجمند اختراعم کاملاً دفاع[3] می کنم۔

آنچہ تا بحال بمن کشف شدہ تمام حیوانات بطور مکانیک[4] خلقت
می یابند و تولید می شوند و چون بدقت بتمام اشیاء و مخلوقات و حیوانات
عالم نظر کنیم مشاہدہ می شود کہ کلیہ آنہا از چندین مواد با یک نسبت
مخصوصی ترکیب یافتہ و بتدریج نشو و نما نمودہ تا باین صورت در آمدہ
است۔

انسان ہم این طور از مواد شیمیائی[5] کہ با یک نسبت مخصوصی
ترکیب شدہ بتدریج نشو و نما یافتہ۔

مخالفین من خواہند گفت کہ مردگانے کہ از بدو[6] خلقت تا این
زمان در این عالم بودہ و مردہ اند چگونہ ممکن است ہر کدام از اموات

---

۱ قضاوت: فیصلہ ۲ محکوم: مجرم- لائق سزا ۳ دفاع: مدافعت، جوابدہی
۴ بطور مکانیک: مقررہ قاعدے کے مطابق۔ جیسے ایک مشین عمل کرتی ہے۔
۵ شیمیائی: کیمیائی، کیمیکل ۶ بدوِ خلقت: آغازِ آفرینش۔

را بخواہیم پیدا کنیم و ذرات جسم و روح شان را دوبارہ ترکیب دادہ زندہ کنیم۔

این موضوع بحثے دلکش و طولانی دارد اما برائے آنکہ مدعیان نگویند خودش نمی دانست چہ می گفت مختصرے از ہزار یک آنچہ بایستی گفتہ شود می گوییم۔

البتہ می دانید فضائے بے نہایت آسمان جایگاہ اصوات است و ہر صدائے را مانند اوراق کتابے در خود تا ابد ضبط می نماید و امروز ما می دانیم صدائے تمام مردمانے کہ در عالم می زیستہ اند[1] یا صداہائے کہ بعد از آن در فضا منتشر می شود بے آنکہ کوچک ترین خلشہ[2] یا نہا دارد آید باقی می ماند۔

بنا براین وقتے کہ من می خواہم مردہ را زندہ نمایم شرایط ذیل را مراعات می کنم۔

(اول) بایستی بدانم آن مردہ در چہ قرن و چہ سالے می زیستہ[3]

(دوم) با چہ زبانی سخن می گفتہ۔

---

[1] می زیستہ اند = زندہ رہ چکے ہیں۔ یہ صیغہ ایران نو کی ایجاد ہے۔

[2] خدشہ = نقصان

[3] می زیستہ اور می گفتہ = اوپر کے صیغہ جمع کے صیغۂ واحد ہیں۔

(سوم) در کدام یک از قطعات عالم می زیستند۔
وقتی که این نکات را در نظر گرفتم پیدا نمودن آن طبقه که مطلوب
ما هم در آن طبقه است آسان می گردد۔
سعی می کنم طبقهٔ از صداها را که در آن سنوات[ؔ۱] در آسمان ضبط شده
بشنوم آن وقت امواج ماشین اختراعی من هر صدائے را که نزد هر
گوشه هائے که من بگوشها هم وصل نموده ام۔ انتقال می دهد تا آنکه هر کسی
اسم مطلوب خودمان را بیشتر بشنویم در همان نقطه توقف می کنیم و مشغول
تجسس هائے در اطراف آن صداها می شویم تا آن جائے که صدائے
دیگر شخصے را که مقصود ماست صدا می زند و او جواب می دهد۔
وقتی که جواب دهنده را پیدا نمود هم کارها آن می شود چه
می دانید صداها هم مرکب از ذراتے است که همان ذرات صداها
را بمقصود می رسانند و همان صدائے مطلوب ما در ماشین من انتقال
می یابد و بعد هم ذرات دیگرے که مربوط بتن و جسم مردهٔ باشد که
آن خواه زنده نباشد بوسیله همان ذرات صدا جذب می شوند تا
جائے که آن مرده زنده شده حیات بیابد۔ و چه اسے این
ماشین [illegible] فرقے ندارد همان شخصے که مردگان را با این ترتیب

ؔ۱ سنوات: سنه کی جمع۔ سال۔

زندہ می نمایند، می توانند دو مرتبہ بعالم ابدی عودت[51] دہد۔ اکنون امر می دہم ماشین مزبور[52] را دراین جا سوار نمودہ[53] عملاً کارش را ملاحظہ خواہید نمود، دو ہماں لحظہ بدا را بعلم دستور داد کہ عدہ[54] از شاگرد انش آں ماشین را بآں جا انتقال دہند، منتہا چوں برائے زندہ نمودن ہر مردہ دائرہ تنظیمات از من ورقۂ ہویت[55] می خواہد و علمائے اجتماع زندہ نمودن اموات را مخالف آسایش مردم می دانند در عوض آنکہ دراین جا یک نفر از اموات را زندہ نمایم عمل را برعکس می کنم و یک نفر از زندہ شدگان را بجائے کہ آمدہ رجعت می دہم۔

دراین موقع نظر جا نکاس بزنگبا لو افتاد۔ او ہم از استماع این سخنان رنگ وروئے خود را باختہ ومتحیر بود کہ مقصود این مرد از بیانِ آں سخنان چیست رستم نیز مانند آنکہ منتظر ساختہ و پیش آمد عجیب و غریب دیگرے بود پاپایش را روئے ہم انداختہ و سخنان

---

۵۱ عودت دہد = رجعت دے۔ واپس کردے ۔ ۲۸۰ ل

۵۲ مزبور = مذکور

۵۳ سوار نمودہ (مشین کو) قائم کرکے، لگا کر، جما کر یہ فارسی جدید کا محاورہ ہے انگوٹھی میں نگینہ جڑنے کو بھی "سوار کردن" کہتے ہیں۔ ۵۴ عدہ = جماعت چند آدمی۔

۵۵۔ ورقۂ ہویت = کسی شخص کی شناخت نامہ شخصیت کا حال وتصدیق۔

جانکاس را بدقت[1] گوش می داد۔

درایں وقت مثل آنکه جانکاس قبلاً دستور داده بود شد که ماشین مرده زنده نمودن را در جلو پنجره های آن محکمه نگاه داشته شد ماشین را وارد محکمه نموده و در جلو صندلی که او در پیش قرار گرفته بود گذاردند۔

تماشاچیان با نظر تعجب آن ماشین نگریسته و حیرت ایشان بیشتر از این بود که چگونه ممکن است چنان ماشین کوچکی بزرگ ترین اعمالی را که بعقل بشر امکانش تصور نمی شود انجام دهد۔

جانکاس عقب ماشین مزبور رفته و چنانچه معمول او بود ورقهٔ سفیدی را بدیوار آویخته و یکی از رشته های الاستیکی[2] را بزمین فرو برده و آن رشته دیگر را بدست یک از شاگردانش داد که در هوای آزاد نگاه دارد و رشته را هم بدست زنگیالو داده گفت این را محکم بگیر۔

---

[1] بدقت ۔ غور کے ساتھ ۔

[2] الاستیکی ۔ ربڑ کی ۔ لچک دار

زنکیا لو جانکاس را مخاطب ساختہ باعجز[۱] و التماسے گفت آقا این سخنانے را کہ گفتید راجع بمن بود؟

جانکاس - بلے۔

زنکیا لو - این رشتہ را برائے چہ بگیرم؟

جانکاس - برائے آنکہ بمبا فرستی خواہی رفت کہ آزاں راضی خواہی بود۔

زنکیا لو - تا اندازۂ[۲] پے بمقصود جانکاس بردہ باتشویش خاطرے گفت من جان نثار شما ہستم۔ با مژگان چشم کت اطاقتان را جاروب می کنم با دام العمر مثل زرخریدی در تحت اوامر[۳] شما خواہم بود مرا معاف کنید۔ بگذارید راہم را گرفتہ بشہر خود مان مراجعت کنم اگر در اینجا پا گذارم قلمہایم[۴] را خورد کنید۔

جانکاس تبسمے نمودہ وبے آنکہ دیگر سخنے گوید نزدیک زنکیا لو

---

۱ باعجز و التماسے : عاجزی اور خوشامد کے ساتھ

۲ تا اندازۂ : ایک حد تک - تھوڑا بہت

۳ اوامر : (جمع امر) احکام

۴ قلمہایم را خورد کنید - میری ٹانگیں توڑ ڈالنا۔ قلم پنڈلی کی ہڈی کو کہتے ہیں۔

شده بجنبان پف[۱] کرده و چنان نظر شد و تیزی شد و که در یک لمحه آن بیچاره مانند طفلے که در آغوش مادر خود بخواب رود بحال اغما[۲] فرو رفته و دیگر صدا یش بلند نشد۔

پس جانکاس یکسر رشته ماشین را بدست زنگبار محکم بسته و خودش در عقب ماشین آمد و ماشین را بکار انداخت نالهٔ سوز ناک ماشین بلند گردید۔ بتدریج رنگ در روے زنگبار مانند رنگ ماهتاب می شد و نبضش حرکات منظمے را که داشت از دست می داد و پوست بدنش چروک[۳] می شد و موهائے سرش سفید شده و آهسته ازهم جدا می شده مانند خاکستر روے زمین ریخته و بعد مانند گردے که بچشم هم نمی آمد جزو هوا می گشت۔

---

[۱] پف کرده۔ پھونک ماری

[۲] اغماء بیهوشی۔ غش۔

[۳] چروک می شده (بدن کی کھال پر) جھریاں پڑتی جاتی تھیں۔ سکڑتی جاتی تھی۔

فلورنس[1] نیت انیگل

(انتخاب از دوستداران بشر جلد دوم)

اگر بنا باشد[2] اعظم عنوان دنیا را کہ خدماتے نسبت بنوع بشر نمودہ و آنہا را از زحمت و رنج نجات دادہ و بآسایش برخوردار[3] ساختہ اند بشماریم باید فلورنس نیت انیگل را یکے از آنہا شمردہ در جرگہ[4] آں جای دہیم چرا کہ مشار الیہا در قرن[5] اخیر خدمات شایاں بعالم انسانیت نمودہ و در حقیقت تغیرے عظیم بحال آں افراد بشر کہ بزحمت مرض دوچار می شوند دادہ۔ پیش از آنکہ مشار الیہا بعملیات خود بپردازد نمی تواں گفت

---

[1] Florence Nightingale

[2] بنا باشد = شروع کیا جائے

[3] برخوردار = فائدہ حاصل کرنے والا۔

[4] جرگہ = جرگہ = گروہ

[5] قرنِ آخر۔ آخری صدی یعنی انیسویں صدی۔

کہ حرفہ پرستاری[۵۱] مرضا، در انگلستان یا سایہ نقاط فرنگستان وجود داشتہ و مرضائے بیچارہ در گوشہ و کنار مریض خانہ با افتادہ ہیچ رعایت و مراقبتے[۵۲] در بارۂ آناں ملحوظ می گشت و علاوہ برآں ہر فردے از افراد کمال خوف و وحشت را از دایگانی کہ بمزدوری گرفتہ می شدند داشتند این دایہ ہا غالباً بیرحم و نادان و خمار[۵۳] و بد اخلاق بودند و اگر گاہے از این صفات مذمومہ عاری بودند بہ بچگانہ بخرافات و موہومات گرفتار و بہ علوم و خیالات جدید مخالفت تامہ داشتند بدی این دایگان باندازہ رسید کہ یکے از محررین معروف انگلستان در یکے از تالیفات خود حالت یکے از آنہا را مجسم ساختہ و بکلمات فصیح وے اینچہ ممثل کردہ کہ شیشہ ہائے شراب نزد خود نگاہ داشتہ در حالیکہ سرش از نشہ شراب گرم می باشد، چنداں توجہے بحال مریض نمی کند ۔ سے ہمیں کہ فلورنس نیت اینگل قدم بعرصہ فعالیت[۵۴] نہاد آں ترتیب سابق یکسرہ محو و معدوم گردیدہ و نفرت و وحشت مردم از دایگان مرتفع گشت و واقعاً در تاریخ طب و مریض خانہ ہا دورہ جدیدے آغاز گردید ۔

---

[۵۱] پرستاری: نگہداشت، خدمت
[۵۲] مراقبت: دیکھ بھال
[۵۳] خمار: شراب خوار
[۵۴] عرصہ فعالیت: میدان عمل

از زمان باستان در تمام نقاط جهان معلوم بوده که پرستاری مرضا، شغل و کار زنان می باشد ولے از عدم تربیت نسوان واز توہم اینکه کارہاے مزدوری منافی شان ایشان می باشد این عمل را بآنهائی محول[1] میداشتند که از شدت فقر و فاقه بدان اقدام[2] می کردند ولهذا وقت و وسیلۂ نداشتند که بتحصیل تربیت پردازند وخود شان را باجرا، آں کار لایق ومستعد سازند ورنه که حیات نیت انگیل بدیگران میدهد این است که تحصیل وتدریس کامل بهمان اندازه که برای کار مردان لازم است از جهت اشغال نسوان نیز ضرور می باشد، در ممالک متمدنه[3] هیچ جوانی بکارہاے پرمسئولیت[4] مانند طبابت و وکالت دار الشرع و مهندسی[5] و حتی باغبانی وچرخ سازی اقدام نمی کند مگر سالهاے سال در تحصیل علوم لازمه زحمت کشیده خود را جهت شغلے که منظور اوست مستعد ساخته باشد ولے در از منۂ قدیمه زنها را عقیده برایں بود که می توانند هرکارے خواه تعلیم وتدریس خواه دایگی یا هر چیزے دیگر را بدون تحصیل وتعلیم اجرا ر

---

[1] محول - راجع - منحصر
[2] اقدام - پیش قدمی کرنا - اختیار کرنا
[3] متمدنه - تمدن وتهذیب والے
[4] پرمسئولیت - ذمه داری سے بھرے ہوئے
[5] مهندسی - انجنیری -

دارند و تربیت و استعدادے جہت ایشان ضرور نخواہد بود.

مس فلورنس نیت اینگل کہ در ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۶ھ در شہر قشنگ[1] فلورنس از مملکت ایطالیا[2] متولد شدہ و باسم ہماں شہر موسوم گردیدہ بود دختر یکے از متمولین انگلستان بود وہمیں کہ بعنفوان شباب رسید ہمہ نوع موجبات راحت و رفاہیت و لوازم عیش و عشرت جہت او مہیا بود ولے کلیہ آنہا را از نظر انداختہ وجود خود را بدیں کار وقف نمود کہ چگونہ در وطن خود شغل دائمی را یکے از فنون معینہ بسازد و بدیں طور خدمات لائقہ نسبت با فرد و نوع نماید حتی از زمان صباوت[3] نیز نسبت با ابنا جنس خود ہمدردی کردہ مرضا را عیادت و بفقرا مساعدت[4] نمودہ بآنہائے کہ در حال احتضار[5] بودند تسلیت[6] میداد، اگر کسے را صدمہ و آسیبے می رسید یا اگر در معادن زغال سنگ[7] حادثہ رخ دادہ کسے در آنجا مجروح و معیوب می شد اول کسے کہ بمعاونت ایشان می پرداخت مشارالیہا

---

۱ قشنگ - خوبصورت
۲ ایطالیا - اٹلی
۳ صباوت - بچپن
۴ مساعدت - مدد
۵ احتضار - نزع - قرب موت
۶ تسلیت - تسلی تسکین
۷ معادن زغال سنگ - پتھر کا کوئلہ

بود قبل از آنکه بتواند ریاست[1] مریض خانهٔ کوچکی را بعهدهٔ خود گیرد ده سال تمام بتحصیل علم دایگی پرداخت و تحصیلات خودش را فقط بوطن خویش منحصر نه کرده از یک محل بمحل دیگر مثل بیرنت تقریباً یکسال در ادارهٔ دایگان که در (کیسرورت) از بلاد المان[2] تاسیس یافته بود گذرانید و فن دایگی را بطوری که در المان تکمیل کرده بودند که در سایر ممالک اروپا معلوم نبود، بعد از آن بهمین قبیل ادارات[3] که در المان و فرانسه و ایطالیه ساخته بودند رفته ساعی بود تحصیلات خود را تکمیل نماید و معلوم است که اگر از خانوادهٔ ثروت و تمول نبود هر آئینه بحصول این مامول[4] نایل[5] نگشته نمی توانست این همه مسافرت نماید. ولی همین مسئله بیشتر مایه شرافت و افتخار او میگردد زیرا که فقراء و بی نوایان چندان قوه ندارند که آنها را از خدمت بشر مانع گردد ولی اگر آدم متمولی از ثروت و راحت خود چشم پوشیده وجود خود را بخدمت نوع وقف نماید البته از دو جهت فداکاری[6] کرده یکی اینکه رنج و زحمت را به گنج و ثروت ترجیح داده و دیگر اینکه

---

١ ریاست = افسری - سرداری
٢ المان = جرمنی
٣ ادارات جمع اداره - محکمه
٤ مامول - مقصد - امید
٥ نایل - کامیاب
٦ فداکاری - قربانی

در صراط[1] نوع[2] خواہی آمدہ است۔

بعد از دہ سال تحصیل بمریض خانہ کہ در لندن تاسیس یافتہ و از جملۂ ادارات نفیسہ بود رفت وے ادارۂ مزبورہ از عدم انتظام و ترتیب اختلال یافتہ بود و مشار الیہا چہار دہ ماہ در آنجا ماندہ امور داخلی و مالیہ[3] و صحیہ[4] آنجا را تنظیم و تنسیق داد و پایۂ آنکار را بر اساسی عالی نہاد، وے در خلال[5] ایں احوال کاری شروع می شد کہ ہمیشہ اسم وے بداں منسوب و از آں جہت مساعی خیریہ اش ہموارہ مشکور خواہد بود۔ در اوایل ۱۸۵۴ء جنگ[6] قرم رخ داد یعنی دولتین فرانسہ و انگلیس بحمایت[7] عثمانی اقدام بحرب روس قیام نمودند و فقط ہنوز کہ چند ہفتہ از آغاز حرب گذشت در انگلستان خبر رسید کہ کثیرے آذوقہ[8] و ماکولاتے[9] کہ بمیدان جنگ فرستادہ بودند خراب و

---

[1] صراط = راستہ

[2] نوع خواہی = نوع انسان کی خیر خواہی۔

[3] مالیہ = مال و آمدنی کے متعلق

[4] صحیہ = حفظان صحت کے متعلق

[5] خلال = درمیان

[6] جنگ قرم = جنگ کریمیا

[7] حمایت عثمانی = سلطنت ترکی مدد

[8] آذوقہ = غذا

[9] ماکولات = کھانے کی چیزیں۔

ضایع و ترتیبات صحیحہ و طبیۂ ایشان یکسرہ مہمل می باشد۔ ہرج و مرج[1] غریب رخ داد و اولیا[2] را مور انگلیس در کمال حیرت و تاسف بودند۔ مثلاً گونیہا ے در قوطی حلبی[3] براے عساکر می فرستادند ہمہ بطورے فاسد شدہ بودند کہ فقط اندک تفاوتے از زہر داشتند۔ ہمہ بطورے مملو از کفش و پوتین واردمی باشد اما ہمہ کفشہا فقط براے پاے چپ بود۔ سایر ترتیبات نیز ہمیں نہج بود۔ یکے از ادبار انگلستان کتابے موسوم بہ (تاریخ زمان خود مان) نوشتہ و در آن می گوید۔ در بعضی موارد ذخایر طبیہ کہ براے مرضاے (اسکوتاری)[4] یا سقوطرہ لازم بود در (وارنا)[5] ضایع می شد یا در جہازاتے کہ در خلیج (بالاکلاوا)[6] بودند ماندہ فاسد میگردید۔ اگرچہ مامورین صحیحہ اشخاص غیور و کار دان بودند و دولت انگلیس وجوہات[7] ذخائر و دوا و آلات

---

[1] ہرج و مرج۔ نقصان و تباہی

[2] اولیائے امور۔ ذمہ دار افسر [3] قوطی حلبی۔ ٹین کا ڈبہ

[4] اسکوتاری۔ سقوطرہ۔ سلطنت ترکی کا ایک بندرگاہ

[5] وارنا (Varna) بلغاریہ کا ایک شہر ساحل بحر اسود پر

[6] بالاکالاوا (Valaclava) کریمیا کے جنوب غربی سمت میں ایک چھوٹا سا بندرگاہ ہے۔

[7] وجوہات۔ مصارف۔ اخراجات

را تماماً داده بودند ولی ذخایر مزبوره را نزد اطبا نمی آوردند و ایشان بیکار و معطل مانده کاری نمی کردند و از دیدن رنج و الم بیمارگانی که به مرض مبتلا و بدون مداوا مانده بودند متالم و متاثر گشته ولی از معاونت ایشان عاجز بودند. نتیجهٔ این حالت همین شد که چندین هزار نفر از حیات عاری گردیده به سرای دیگر رفتند. سبب فوت آنها نه همین جنگ و منازعه بلکه عدم رعایت حفظ الصحه و نبودن ماکولات و البسه و سوختنیان درست و خرابی ترتیبات مریض خانه بود. یکی از مورخین آن زمان این حقایق و تعداد را در باب تلفیاتی[۵۴] که در قوم رخ داده این طور بیان می کند: - از تمام بیست هزار و ششصد و پنجاه و هشت نفری که تلف شدند فقط دو هزار و پانصد و نود و هشت نفر در جنگ کشته شدند و هجده هزار و پنجاه و هشت نفر در مریض خانه تلف گردیدند.

چندین فوج بالمره معدوم گشت یکی از آن افواج فقط هفت نفرش باقی مانده بود که بوظایف[۵۵] خود مشغول می شدند و از فوج دیگر فقط سی نفر باقی مانده بود. وقتی که مرضا را در جهازات می گذاردند که به مریض خانه ببرند این قدر از آنها تلف می شدند که موجب دهشت

---

۵۴ تلفیات: جان کے نقصانات   ۵۵ وظائف - فرائض

بود. در بعضی جهازات از چهار نفر یک نفر می مرد و این هم مسافرتی
بود که بیش از هفت روز طول نمی کشید. در بعضے مریض خانه ها شفا
و بهبودی بندرت[۱] دست میداد. در اولین چهار ماهی که محاصره
در کار بود باندازهٔ مردم تلف شد که اگر بهمین میزان می ماند در
مدتے کمتر از یک سال و نیم کلیه آن لشکر را محو و نابود می نمود. وقتی
که این حقائق در انگلستان معلوم و مفهوم گردید تحسّر[۲] و ننگ و خشم ملت
بے اندازه بود. وزیر جنگ آن وقت به (مس فلورنس نیت اینگل)
مراجعه و خواهش نمود که دسته از دایگان تربیت یافته با خود ببرد و
برائے پرستاری مرضا به میدان جنگ رهسپار شود.
مشار الیها فوراً خواهش او را اجابت کرد و محض اینکه کسے
نتواند در اقدامات[۳] او مداخله نماید و موجبات[۴] تعویق و تاخیر فراهم کند.
احکام موکدهٔ صریحه از وزیر جنگ گرفت و بتاریخ ۲۱ اکتوبر ۱۸۵۴ء
مطابق ۲۸ محرم سنه ۱۲۷۱ھ مس نیت اینگل با چهل و دو نفر
زنان دیگر که همه دایگان تربیت یافته بودند. به قرم رهسپار
گردید و بتاریخ ۴ نوامبر (۱۲ صفر سنه ۱۲۷۱ھ) وارد اسلامبول گردید.

---

۱ ندرت - نهایت کمی
۲ تحسر - حسرت
۳ اقدامات - کام - پیش قدمی
۴ موجبات - اسباب

چون در همه اوان میان متخاصمین جنگے شدید رخ داده بود۔
اولین کارے که مشار الیها بالیست بکند این بود که علاوه بر دو هزار
و سی صد نفرے که در مریض خانه بودند مجروحین آں حرب را نیز
توجه نماید مس نیٹ انیگل و دستهٔ دایگانش بخوبی از عهدهٔ این
وظیفه برآمدند و در حالیکه ثبات قدم را با وقار و لطف توام ساخته
بودند هرگونه اختلالے که در آں اراده بود رفع نموده بجایش نظم و
ترتیب اجرا نمود۔ مشار الیها چناں زحمات فوق العادت را تحمل نمود
که گاہے فراموش نمی شود، و مشهور بود که گاہے بیست و چهار
ساعت تمام بزحمت گرفتار مانده مراقبت میکند که مجروحین را راحت
سازد و هرگونه وسایلے را که جهت رفاه آنها ممکن بود فراهم نماید توجه
خود را نه فقط بدیں معطوف میداشت که مرضا و مجروحین آسوده شوند
بلکه موجباتے که معسکر[1] و مریض خانه را تا آں درجه مضر ساخته بود
مرتفع سازد۔ اندازهٔ پرستاری او را همیں قدر میتواں تخمین[2] کرد که چند
ماه بعد از ورودش ده هزار نفر مریض تحت توجه و مراقبت وے
بودند و فقط در یک مریض خانه صفوف بسترها طولش دو میل و نیم بود

[1] معسکر = لشکرگاه
[2] تخمین = اندازه

و فاصلہ میان ہر لبترے دو فوت[1] و شش اینچ[2] بود۔
نفوذ[3] و اقتدار شخص وی بر سرباز ان خیلے قوی بود ہمگی اورا اطاعت می کردند و ہمہ میدانستند کہ مشار الیہا از راحت و ثروت دست کشیدہ محض آسایش ایشان این تاعب[4] و مشاق[5] را بر خود پسندیدہ است۔ شکل ظریف و نحیف وے، چستی و چالاکی اعضا یش اطوار دل پسند مرغوبش و محبت ذاتی او در اثر اتے مستحسن بر قلوب آنہائی نمودہ بود کہ بہ پرستاری ایشان می پرداخت مثلاً بعضی اوقات سربازی امتناع می کرد کہ بعمل یدی[6] کہ موجب درد و الم و سے ضروری و لازم بود تن در دہد و آن وقت مشار الیہا بہ تسلی او پرداختہ چند جملۂ تسلی آمیز بوے میگفت، و مشار الیہ باکمال رضایت بدان ابتلا تن درمیداد۔

یکے از سربازان می گوید کہ قبل از اینکہ مس نیت ائنگل بیاید سربازان از فرط زحمت و درد ہمیشہ یکدیگر را فحش و دشنام دادہ الفاظ قبیحہ استعمال می کردند، و لے بعد از ورود و حالت ایشان

---

[1] فوت۔ فٹ۔ پیمانہ
[2] اینچ۔ انچ
[3] نفوذ۔ اثر
[4] تاعب۔ سختیاں۔ تکالیف
[5] مشاق۔ مشقتیں۔
[6] عمل یدی۔ آپریشن۔ جراحی۔

بطور تغییر پذیرفت که گویا مریض خانه شکل کلیسا بود و ابداً حرف
تلخے در آنجا استعمال نمی شد. دیگرے بگوید مشار الیها گاهے با یکے
و بیش با دیگرے از ما صحبت میداشت و معلوم است که چون هزاران
مرضا در آنجا بود نمی توانست با هر یک صحبت بدارد و لے. فقط
خودمان را بدین خوشنود می ساختیم که سایه او را که بر بستر ما می افتاد
میبوسیم و همین که این کار می کردیم سر خود را بر بالش نهاده و مسرور بودیم

در سنه ۱۸۸۵ء مشار الیها به یک نوع تب که مشهور
تب مریض خانه است مبتلا گردید و لے بمجردے که توانست باز کارهائے
سخت خود معاودت نمود و گاهے از اقدامات خود دست نکشید تا اینکه
جنگ باختتام رسید و آخرین دسته سربازان انگلیس به وطن خود ره
سپار گردیدند. وقتے که بانگلستان مراجعت نمود چنان پذیرائی شایانی
از او نمودند که شاید در حق هیچ زنے ولو[1] از خانواده سلطنت باشد
معمول نگشته و جمیع احزاب[2] و فرق[3] اختلافات خود را بیکسو نهاده در
تعظیم و تکریم وے متفق گردیدند.

علیا حضرت ویکتوریا ملکه انگلستان گردن بند[4] ممتازی به یادگار

---

۱ ولو. اگرچه
۲ احزاب. جمع حزب کی گروه
۳ فرق. جمع فرقه
۴ گردن بند = هار، گلوبند.

کارہائے درجنگ قرم کردہ بود بہ مشار الیہا مرحمت فرمود و سلطان عثمانی ہم دستبند[1] الماس قیمتی باو مکرمت فرمود و ملت انگلیس دفتر خیریہ[2] بابقائے[3] اسم او باز نمودہ معادل[4] سی ہزار تومان[5] فراہم کردند و برحسب خواہش او وجہ[6] مزبور را را جہت تاسیس[7] و استقرار[8] مدارس دایگان مصروف داشتند۔

از زمان حرب قرم تاکنون ہیچ حربے در اروپا رخ نداده مگر اینکہ دایگان تربیت یافتہ را جہت پرستاری مرضا گماشتہ اند و دہ سال بعد از آن زحماتے کہ مشار الیہا متحمل گشت دول اروپا در ژنو مجلس بین المللی تشکیل و برخی قواعد و قوانین را جہت ترفیہ[9] مرضا و مجروحین جنگ تعیین نمودند و برحسب این قواعد کلیہ

---

1 دستبند۔ کڑا۔ چوڑی۔ پونچی۔

2 دفتر خیریہ۔ نیک کام کے لئے چندہ جمع کرنے کا رجسٹر۔

3 بابقائے اسم۔ نام باقی رکھنا　　4 معادل۔ برابر۔ مساوی

5 تومان۔ ایران کا ایک سونے کا سکہ۔ تقریباً للعہ قیمت کا۔

6 وجہ۔ آمدنی　　7 تاسیس۔ بنیاد رکھنا۔ قائم کرنا۔

8 استقرار۔ مقرر کرنا۔ قائم کرنا۔

9 ترفیہ۔ رفاہ و بہبود۔ بھلائی۔

آلات نقالۂ مریض خانہ و بیمارستان نظامی[1] را بیشتر محسوب داشتہ و ساکنین دو اجرائے آنہا را از متخاصمین[2] مجزا[3] ساختہ اند حالا در ہمہ عالم معلوم است کہ صلیب احمرے کہ او مقرر کردہ واقعہ عظیمہ است کہ توحش و بربریت جنگ را تخفیف می دہد۔

در غالب چندیں سالے کہ از آں جنگ تا فوت او گذشت مشار الیہا خیلے مزاجش مختل بود ولے کمتر کسے می توانست مانند او ایں ہمہ کارہائے ذی قیمت بجا یارد۔ مشار الیہا چندیں فقرہ مخصوص حالت صحیہ ہندوستان بہ حکومت آنجا تصویبات[4] مفید دادہ و تجاربش در قرم او را معتقد ساختہ بود کہ اگر ترتیبات صحیہ مطبوعہ و درستی اجرا بابد ممکن است تلفیات قشونی را نصف نمودہ در ایں باب لوائح[5] مفیدہ بہ حکومت انگلیس تقدیم نمودہ و نظریات او نہ تنہا بہ حالت صحیہ قشون آثار مفیدہ بلکہ در چندیں نقطہ از بلاد ہندوستان نیز نتائج نافعہ دادہ علاوہ بر ایں چندیں جلد کتب مفیدہ را در

---

[1] بیمارستان نظامی۔ شفاخانہ فوجی

[2] متخاصمین۔ دشمن   [3] مجزا۔ الگ

[4] تصویبات۔ نیک مشورے

[5] لوائح۔ جمع لائحہ۔ اصول و قوانین۔

ایں امر کہ تحقق بخود ساختہ بود تالیف نمود و یکے از آنہا در عالم خود ایں قدر اہمیت دارد کہ یکے از نویسندگان انگلیس میگوید ہیچ خانوادۂ نباید بدون آں باشد۔

گذشتہ از اینہا از ہموارۂ در ہر جا کسے با صلاحات خانگی می پرداخت مشار الیہا مساعدت و معاونت مبذول داشتہ حتی المقدور از اعانت نوع فرد گذار نمی کرد۔ اولین و مہم ترین چیزے کہ مشار الیہا جہت مرضا، لازم شمردہ ہوائے صاف می باشد۔ و بعد از آں نظافت را مقتضی دانستہ و پس نصائح مفیدہ در باب خواب خوراک دادہ است۔ ملیونہا مردم کہ اسم وے را نشنیدہ اند از نوع خواہی او منتفع گشتہ اند در ضمن یکے از خطوط خود بہ کسے مخصوصاً نصائح او را خواستگار شدہ بود چنیں نوشتہ است:۔ "اولین وصیت من بہ زنہائے کہ باید کار مخصوصی کنند ایں است کہ باید خود شاں را مانند مردان تربیت نمایند و گمان نکنند کہ بتوانند بطورے دیگر از عہدۂ آں کار برآیند، مثلاً ہیچ کس نباید بتدریس لغت یونانی پردازد مگر اینکہ تسلط تامہ[1] در آں زبان داشتہ باشد و ایں ہم از تحصیل و مطالعہ حاصل می گردد و ثانیاً اگر باید کار مرداں را بنمایند گمان نکنند کہ چوں زن ہستند

---

[1] تسلط تامہ۔ پوری مہارت۔

از ایں رو باید امتیازے مخصوص در رعایتے فوق العادۃ داشتہ باشند و لہذا امور خود را بے پروا و بدون وقت معمول بدانند، بایست قواعد کار را فراگیرند[۵۱] ہمچناں کہ مرداں می آموزند و آں وقت خداوند در تمام کار برکت می کند زیرا کہ گاہے شگفتہ مساعدت خود را بآنہائے می بخشد کہ کار خود را بطورے لاابالی[۵۲] و نامکمل انجام دہند۔ بارے ایں زن مرد صفت ہموارہ اوقات خود را بہ دنت نوع خویش مصروف می داشت و دقیقۂ خاطر خود را از آں کار مفید و مشروع مقدس خالی و فارغ نگذاشت تا دو سال قبل ایں جہان فانی را وداع نمود۔ تمام جرائد انگلستان مقالات مفصلہ در تمجید و تحسین او نوشتہ اعمال نافعۂ وے را شرح و بسط دادہ بودند۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

---

۵۱ فراگیرند۔ حاصل کریں۔ سیکھیں
۵۲ لاابالی۔ بے پروائی۔

حاضرجوابی و بدیهه‌گوئی

(انتخاب از بزم ایران مصنفهٔ آیة الله زادهٔ یزدی آقای حاجی سید محمد رضا طباطبائی)

(۱) ملا لطف الله نیشاپوری مردی فاضل و شاعری زبردست و در بذله‌گوئی و انجمن آرائی ممتاز میزیست و معاصر با امیر تیمور گورکانی بود یکروزی بهمراهی میرزا شاهرخ پسر امیر تیمور بطویلهٔ اسپهای میرزا رفت درمیان اسپها یکی از همه ممتاز بود در رعنائی و رنگ و تناسب اعضا میرزا به ملا گفت در تعریف این اسپ چیزی بگو چند بیت بداههً گفت میرزا بسیار خوش آمد و تعریف کرد جمعی از ندما که با ملا کدورت و حسد داشتند به میرزا گفتند که این اشعار بدیهه نیست بلکه پیش ازین فکر کرده است اگر راست میگوید در همین قافیه الحال بگوید ملا بدیههً گفت۔

از عدل تو تیهو داده شهباز به رنگ — فیروزه کان در صدف لعل به سنگ
در هیبت تو بریده افعی صفت چنگ — تیزی ز سنان زده زکمان به خدنگ

میرزا زیاد از حد شگفته شد و او را بسیار تحسین نمود صلۂ معقولی باو بخشید

(۲) امیر نظام الدین استرآبادی از جانب سلطان تکش که از بادشاہانِ ترک است فیروزہ کوہ دکبود جامہ کہ مابین استرآباد و خوارزم است داشت و فتوحاتِ فراواں از دست و بازوی او بعرصۂ ظہور آمد حساد او نزد شاہ سعایت نمودند و کار را بجاے رسانند کہ شاہ بر قتلش مصمم شد و جمعے را فرستاد کہ سر او را بریدہ نزد او آرند امیر نصیر الدین ملتفت شدہ مال زیادے صرف کرد تا آں جماعت را راضی نمود کہ او را زندہ بحضور برند آں روز کہ بدار السلطنۃ وارد شدند شاہ جشن بزرگے داشت چوں چشم شاہ بہ او افتاد خواست کہ موکلان را سیاست کند کہ چرا در تنفیذ حکم تاخیر کردند امیر نصیر الدین فی البدیہہ ایں رباعی بعرض رسانید۔

من خاکِ تو در چشم خرد می آرم	عذرت نہ بیکے نہ دو کہ صدمی آرم
سر خواستہ بدستِ کس نتواں داد	می آیم و بر گردن خود می آرم

(۳) مہدی بیگ قزوینی از شعرائے خوش طبع بذل سنج و لطیفہ گو می بود در فتح علی شاہ قاچار بود وقتے فتح علی شاہ خلعتے فاخرہ داد و او آنرا در میخانہ بہای بادہ فروخت شاہ از استماع ایں معنی

آشفت و باو عتاب نمود وی فی البدیهه در جواب گفت ؎

خلعت نو شده در بادهٔ دیرینه گرو | که بود بادهٔ دیرینه به از خلعت نو

شاه خندید و خلعتی دیگر باو بخشید۔

(۴) بعد از آنکه عبداللہ خان ازبک خراسان را تاخت و تاز نمود و آن بلاد را در تحت حکومت خود آورد در سیستان روزے عبورش به قبر رستم افتاد بطور شماتت این شعر را خواند ؎

سر از خاک بردار و ایران ببین | بکام دلیران توران ببین

بگفت ندانم که رستم اگر قادر بر گفتن بود چه می گفت یکے از وزرایش که ایرانی نژاد بود گفت اگر حکم آمیز نخشم نگیری جوابش را خواهم گفت گفت بگو گفت اگر قادر بر گفتن بود می گفت ؎

چو بیشه تهی ماند از نره شیر | شغالان به بیشه درآیند دلیر

عبداللہ از شنیدن این شعر بسیار منفعل و شرمسار گردید

(۵) روزے شخصے چند دسته گل نرگس بجهت شهاب الدین غزنوی که از شعرائے معروف است آورد و جیبے نزد او بود نا خواستن کرده که در خصوص آں چیزے بگوید شهاب الدین بدیهة این رباعی گفت۔

شاخکی چند نرگس رعنا | گلکی چند تازه و چیده ؟

آں همه دیده ہائے بے چہره | وین همه چہره ہائے بے دیده ؟

(۶) ملا شرف الدین از اهل قصبه بافق که از توابع کرمان
است بود و از شعرای بخیلے معروف و به صفت کمالات مشهور۔
وشاه طهماسپ صفوی باو بخیلے التفات می فرمود روزے در مجلس
شاه با او گفتگو نمود بسبب گران گوشی ملتفت نشد چون او را
ملتفت نمودند بدیهه این قطعه را در معذرت انشاد نمود۔

قول شه را که بود دُرّ ثمین　　از گرانی صدف نشد گوشم
جای آں بود کز گرانی گوش　　پاے تا سر فرو روم بزمین

(۷) روزے فیلسوف دانا شیخ ابو علی سینا به مجلس
ابو سعید ابو الخیر که از بزرگان اهلِ سلوک است در آمد در بین صحبت
بر زبان آں عارفِ کامل سخنے از طاعت و معصیت گذشت و از نکال
و حرمان اهلِ عصیان و عفو غفران خداوند حرفے به میان آمد
شیخ الرئیس این رباعی را انشا نمود۔

مائیم بعفو تو تولا کرده　　وز طاعت و معصیت تبرا کرده
آنجا که عنایت تو باشد باشد　　ناکرده چو کرده کرده چون کرده

ابو سعید این رباعی را بدیهه در جواب او گفت۔

ای نیک نکرده و بدیها کرده　　وانگاه بخلاص خود تمنا کرده
بر عفو مکن تکیه که هرگز نبود　　ناکرده چو کرده کرده چو ناکرده

(۸) روزے در ضمن مسامرہ[1] و صحبت[2] این بیت از زبان جہانگیر بر آمد۔

بلبل نیم کہ نعرہ کنم درد سر دہم
پروانہ ام کہ سوزم و دم بر نیاورم

نور جہاں فی البدیہہ در جواب گفت۔

پروانہ من نیم کہ بیک شعلہ جاں دہم
شمعم تمام سوزم و دم بر نیاورم

(۹) رشید الدین وطواط اصلش از بلخ است از شعرائے زبردست و سخن آفرین بودہ است و چون خیلے حقیر الجثہ بود او را "وطواط" می گفتند کہ نام مرغ کوچکے است و در عہد اتسز خوارزم شاہ شہرت نمود و عمر زیادی کرد تا عہد سلطان تودۃ اتسز بودہ است سلطان ہوس دیدار او نمود۔ رشید را در محفۂ گذارد و بخدمت سلطان آوردند چون چشمش بر سلطان افتاد بدیہۃً این رباعی بر خواند۔

جدت ورق زمانہ از ظلم بشست
عدل پدرت شکستہا کرد درست

ای بر تو قبائے سلطنت آمدہ چست
ہاں تا چہ کنی کہ نوبت دولت تست

(۱۰) حسنی از شعرائے خوش است شبے در ہرات برف بارید شاہ قبل ازاں خیال رفتن شکار داشت برف باری را مانع از مقصد دانست و متحیر بود در رفتن حسنی بدیہۃً این رباعی را انشاد نمود و خواند

---

[1] مسامرہ = آپس میں کہانیاں کہنا۔ [2] صحبت - باہم گفتگو کرنا۔

شاہا چو فلک اسپ سعادت زین کرد
از جملہ خسرواں ترا تحسین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت
بر گل ننہد پای زمین آئین کرد

شاہ را بسیار خوش آمد و اورا انعام زیادے بداد و بلشکار رفت

(۱۱) بین سلاطین ایران و ہند گفتگو ہاے ادبی و علمی تبادل می شد چنانچہ شاہ عباس صفوی این رباعی را بطور تفخر برای اکبر پادشاہ ہند فرستاد۔

زنگی بہ سپاہ و خیل و لشکر نازد
رومی بہ سنان و تیغ و خنجر نازد
اکبر بہ خزینۂ پر از زر نازد
عباس بذوالفقار حیدر نازد

چون این شعر باکبر رسید از شعراے دربار خود جواب درخواست فیضی کہ از امرا و فضلا می شعرا بود بدیہۂ این رباعی را گفتہ بعرض رسانید۔

فردوس بہ سلسبیل و کوثر نازد
دریا بہ گہر فلک بہ اختر نازد
عباس بذوالفقار حیدر نازد
کو نین بذات پاک اکبر نازد

اکبر بحد از این جواب خوش وقت شد و در ہماں مجلس منصب ہفت ہزاری کہ از مناصب بسیار بزرگ ہندوستان بود با خلعت زیاد بہ فیضی داد و جواب را بایران فرستاد۔

(۱۲) رکن صائن از شعراے فاضل عہد امیر تیمور گورگانی بود

کارے خلاف طبیعت پادشاہ ازو سرزد۔ شاہ امر کرد کہ زنجیرش نمایند و درہمان قلعہ کہ منزل امیر تیمور بود حبس کنند۔ روزے نظر شاہ بہ صائن افتاد او ہمان حالت حبس و زنجیر بنای تضرع و زاری گذاشت شاہ گفت چیزے بگو صائن بدیہۃً خواند۔

درحضرت شاہ چوں قوی شد رایم
گفتم کہ رکاب را ز زر فرمایم
آہن چو شنید این سخن از دہنم
در تاب فتاد و حلقہ زد بر پایم

امیر تیمور را خوش آمد و او را خلعت داد و رہا ساخت۔

(۱۲۳) سلمان ساوجی از شعرائے مشہور زبردست و مداح و از مقربین درگاہ امیر حسن اتابک آذربائیجان است و سبب تقرب او این شد کہ روزے اتابک با جمعی از خواص بشکار رفت سلمان ہم خود را بشکارگاہ رساند تا بخدمت اتابک رسد جمعے از خواص کہ او را دیدند تعریف زیادے از او نزد اتابک نمودند او را طلبید چوں حاضر شد اتابک مشغول تیر اندازی بود باین کیفیت کہ موقعے را نشان قرار دادہ و تیر بہ آن جانب می انداخت و چو اسنے "سعادت" نام کہ خیلے تشکیل و زیبا بود و پیادہ تیرہا را می کند و می آورد اتابک پیشتر کہ بہ سلمان افتاد گفت چیزے مناسب این موقع بگو سلمان بدیہۃً گفت۔

چو رفتار چاچی کماں رفت شاہ | تو گفتی کہ در برج قوس است ماہ
دو زاغ و کماں با عقاب سپہر | بدیدم بیک گوشہ آورد و سر
نہادند سر بر سر دوش شاہ | ندانم چہ گفتند در گوش شاہ
چو از شست بکشاد خسرو گرہ | بر آمد ز ہر گوشہ آوازہ زہ
شہا تیر در بند تدبیر تست | سعادت دواں از پے تیر تست

امیر را خوش آمد و او را از مقربان خویش گردانید۔

(۱۴) روزے در مجلس جمعے از فضلا سلمان ساوجی و سراج قزوینی کہ ہر دو از شعرائے ممتاز بودند در آمدند حاضرین براے گذرانیدن وقت و طبع آزمائی ایں دو شاعر از آنہا خواہش کردند کہ یک بیت را موضوع قرار دہند و بر دو ش او بدیہہ گویند۔ ایں مصرع را موضوع قرار دادند کہ:۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

سلمان بدیہۃً گفت۔

اے آب رواں سرو بر آوردۂ تست | اے سرو چمان چمن سراپردۂ تست
اے غنچہ عروس باغ پروردۂ تست | اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

سراج بدیہۃً ایں رباعی را گفت

اے ابر بہار خار پروردۂ تست | اے خار درون غنچہ خوں خوردۂ تست
گل تیر خوش و لالہ مست و نرگس مخمور | اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

(۱۵) "امیر شاهی" سبزواری از فضلای شعرا است و از مصاحبین
و ندمای خاص بایسنقر که از پادشاهان ترک بود و شاه
او بسیار را احترام می‌نمود. روزی به مجلس شاه درآمد چون نشست
یکی از امیرزادگان بی کمال آمد و بزور خود را مقدم و بالادست
امیر شاهی جای نمود. این حرکت بر شاه ناگوار آمد. به امیر شاهی توجه
نمود و گفت در این خصوص چیزی بگو. امیر شاهی بدیهتاً این قطعه
را انشاد نمود.

شاها مدار چرخ فلک در هزار سال — چون من یگانه نه نماید بصد هنر
گر زیر دست هر کس ناکس نشسته ایم — اینجا لطیفه ایست بدانیم این قدر
بحر است مجلس تو و در بحر بی خلاف — گوهر بزیر باشد و خاشاک برزبر

حصهٔ نظم

الحمد لله الحمد لله

سه ده که طی شد دورانِ جانکاه
آسوده شد ملک الملک لله
شد شاهِ نو را[1] اقبال همراه
کوس شهی کوفت پرغم بدخواه
شد صبح طالع طی شد شبانگاه
الحمد لله الحمد لله

یک چند ما را غم رهنمون شد
جان بارِ غم گشت دل غرق خون شد
نام وطن را رخ نیلگون شد
و امروز دشمن خوار و زبون شد
زین جنبش سخت زین فتح ناگاه
الحمد لله الحمد لله

چندے ز بیداد فرسوده گشتیم
با خاک و با خون آلوده گشتیم
زین پیش عمرے بیهوده گشتیم
و امروز دیگر آسوده گشتیم

---

[1] شاهِ نو یعنی احمد علی شاه جانشین محمد علی شاه

از ظلم ظالم	وز کید بدخواه	الحمدلله	الحمدلله
آنانکه ما را	گشتند و بستند	قلب وطن را	از کینه خستند
از بهر شادی	پیمان شکستند	از چنگ ملت	آخر بجستند
از حضرت شیخ[۵۱]	تا حضرت شاه	الحمدلله	الحمدلله
آنانکه با جور	منصوب گشتند	در معبد ملک	مکروب[۵۲] گشتند
آخر به ملت	مغضوب گشتند	از ساحت ملک	جاروب گشتند
پیران جاهل	شیخان گمراه	الحمدلله	الحمدلله
چون که خدا دید	جور شهان را	از جا برانگیخت	ستارخان[۵۳] را
سد ستم ساخت	آن مرزبان را	تا کرد رنگین	تیغ و سنان را
از خون دشمن	وز مغز بدخواه	الحمدلله	الحمدلله
پس مستبدین[۵۴]	لختی جهیدند[۵۵]	گفتند لختی	لختی شنیدند
ناگه ز هر سو	شیران رسیدند	آن روبهان باز	دم درکشیدند
شد طعمهٔ شیر	مکار روباه	الحمدلله	الحمدلله

---

۵۱ شیخ سے مراد ہے شیخ فضل اللہ نوری اور شاہ سے معزول محمد علی شاہ - یہ دونوں شخصی سلطنت کے حامی اور پارلیمنٹ کے مخالف تھے۔

۵۳ ستارخان - تبریز کا ہیرو

۵۲ مکروب یعنی با کروب (صدمہ صفحہ ۲۶) یعنی ریزہ ریزہ - پارہ پارہ۔

۵۴ مستبدین شخصی سلطنت کے حامی ۵۵ جهیدن - اچھلنا - کودنا۔

اقبال شہریار با اختیاری گیلانیاں را حق کرد یاری
جیش عدو شد یکسر فراری در کنج غم گشت دشمن حصاری
شہ کار ملت بر طرز دلخواہ الحمد للہ الحمد للہ
یکسو سپہدار[1] شد فتنہ راسد یکسو یورش برد سردار اسعد[2]
ضرغام[2] پردل آمد زیکسو برکشت گرفتند تیغ جہند
بستند بر خصم از ہر طرف راہ الحمد للہ الحمد للہ

عید نوروز

(۱)

عید نوروز است ہر روزے بما نوروز باد شاہ ایران روز باد
پنجمیں سال حیات ما بما فیروز باد روز ما بہروز باد
برق تیغ ما جہاں پرداز و دشمن سوز باد جیش ما کیں توز باد
سال استقلال ما را باد آغاز بہار با نسیم نو ۔

---

[1] سپہدار، سپہ سالار افواج رشت ۔

[2] سردار اسعد اور ضرغام السلطنۃ دونوں قومی فتح جولائی ۱۹۰۹ء کے خاص ہیرو تھے

[3] تیغ جہند ۔ ہندی تلوار ہندوستان کی تلوار مشہور ہے ۔

(۲)

یاد باد آن نوبهار رفته و آن پژمرده باغ — و آن خزان تیز چنگ
و آن همه محنت که بر بلبل رسید از جور زاغ — در ره ناموس و ننگ
و آن ز خون نوجوانان بر کران باغ و راغ — لاله های رنگ رنگ
و آن ز قفای رادمردان در کنار جویبار — سروهای خاکسار

(۳)

یاد باد آن باغبان کز کینه آتش در فکند — در فضای این چمن
و آن نسیم مهرگانی کاندرو از بیخ کند — لاله و سرو و چمن
آن یکی بر بهر زه کرد انبار رنج سخت بند — گلبنان ممتحن
و آن دگر بر خیره کرد آویزه چوب خشک دار — میوه های خوشگوار

(۴)

بر کران گلشن تبریز آتش در گرفت — از نسیم جور شاه
کشت از آن که ناگه اندران کشور گرفت — خون مسکینان تباه
چون ز مردی و دلیری ره بر آن لشکر گرفت — لشکر مشروطه خواه
لشکر همسایه ناگه سر بر آورد از کنار — با هزاران گیر و دار

(۵)

کاین منم افشرده پا اندر ره صلح و داد — نیست از من خوف بیم

آمد ستم تا به بنیادم رہ به آشوب و فساد　　بر طریق مستقیم
اللہ اللہ زاں تطاول اللہ اللہ زاں عناد　　اے خداوند کریم
ایں چه جور است عداوت ایں چه بغض است و نفاق　　زیں گروہ [illegible]

(۶)

غافل از ایں کاسماں هر روز بازیها کند　　بر خلاف راستی مرد
ملتِ بیدار دل گردن فرازیها کند　　روز پیکار [illegible] نبرد
کردگارِ دادگستر کارسازیها کند　　بر دوام [illegible]
تا که اهلِ درد را گردد زمانه سازگار　　چرخ [illegible] بخت [illegible]

(۷)

اینک اینک سالِ نو شد آفریں بر سالِ نو　　هم به [illegible] اقبال نو
سالِ نو هر دم زند بر ملکِ ایماں فالِ نو　　دل کشا [illegible] آمال نو
ماضیِ ما کهنه شد بنگر در استقبالِ نو　　فرقِ [illegible] استقلال نو
فرقِ استقلالِ نو باشد در استقبالِ کار　　[illegible]

(۸)

منتِ ایزد را که قومِ خفته را بیدار کرد　　لطفِ حق [illegible]
خیره گرگاں را ز معرکت آواره کرد　　آں عزیزِ ذو انتقام
اینک اینک نوبتِ کار است بیدار کرد　　[illegible]

تا کہ مقصودے بدست آریم بعد از انتظار — برخلافِ ہمجوار[1]

(ملک الشعراء بہار مشہدی)

مبارک است

(۱)

این روز تا مہ بر ہمہ ایران مبارک است — بر اہلِ دشت و مردم دہقان مبارک است
بر زارعِ گرسنہ و عریان مبارک است — اقبال از برای فقیران مبارک است

(۲)

فرخندہ باد سالِ بہ اصناف خون جگر — فرخندہ باد سالِ فقیرانِ رنجبر
فرخندہ باد سالِ غریبان در بدر — بر ساکنانِ گوشۂ زندان مبارک است

(۳)

رستیم از کمندِ مظالم ہزار شکر — جستیم از تعدی ظالم ہزار شکر
گشتند جاہلان ہمہ عالم ہزار شکر — مشروطہ از برائے مسلمان مبارک است

(۴)

ساقی بریز شربتِ شیرین بجامِ ما — مطرب بگو بہ بلبل تبارک بنامِ ما
بلبل بخوان کہ گشت مبارک غلامِ ما — با این غلام سیر خیابان مبارک است

---

[1] ہمجوار - ہمسایہ

(۵)

من بعد دختران همه صاحب هنر شوند | در مکتب علوم همه بهره ور شوند
اندر حقوق علم شریک پسر شوند | این اشتراک عالم نسوان مبارک است

(۶)

جاری شد آبهای عدالت ز چشمه سار | دیگر نمی دهند بحق مال نفت .
آورده شاه تازه ز امریک مستشار | این مستشار تازه بطهران مبارک است
امریکه مستشار

(۷)

از یک طرف گرسنه فقیران لات و لوت | محتاج روز و شب همه بر قوت لایموت
اطفالشان برهنه و لاغر چو عنکبوت | آن اشک شور و آن دل بریان مبارک است

(۸)

ایران بود همیشه ز ایرانی ای نسیم | آید ز غیب غیرت ایرانی ای نسیم
هر چند خوار گشته مسلمانی ای نسیم | یا رب ظهور حجت امکان مبارک است

(آقای سید اشرف دین نسیم شمال)

لاهوتی

واحسرتا که بهم خورد اتفاق ملت
بهم خورد داد دین را النفس و نفاق ملت

مبعوث شد بامت پیغمبر نکو نام — تعلیم کرد بر خلق احکام شرع اسلام
یک دین و یک خدا را بر خلق کرد اعلام — تا بر نفاق دایر گردد وفاق ملت
داد از نفاق ملت داد از نفاق ملت

آفاق را گرفتند اصحاب بهترینه — تا مصر و الجزائر رفتند تا مدینه
انوار علم توحید رخشید شان سینه — در زیر ربع مسکون از طمطراق ملت
داد از نفاق ملت داد از نفاق ملت

اصحاب جمله بودند خدمت گذار اسلام — شاهان شدند پیش خاضع از اقتدار اسلام
انصاف راستی بود عهد و شعار اسلام — تا عرش متصل شد طاق و رواق ملت
داد از نفاق ملت داد از نفاق ملت

کردند جان فشانان اسلام را اداره — بردند اسم الله بالای هر مناره
اسلام را نمودند امروز پاره پاره — اقسام مختلف شد اکنون مذاق ملت
داد از نفاق ملت داد از نفاق ملت

واحسرتا که اصلاح تبدیل شد به افساد — مهر و وفا و الفت یکسر شدند برباد
قرآن و درس توحید یکباره رفته از یاد — شرع شریف شد محو از انفراق ملت
داد از نفاق ملت داد از نفاق ملت

بهر علاج امروز گشتند دست بسته — هر یک کمر به قتل شرع شریف بسته
جمعی چو گرگ خونخوار اندر کمین نشسته — تا کی زنند بر هم نطق[1] و نطاق ملت

---

[1] نطق و نطاق سے مراد ہے بیان و تحمل

داد از نفاقِ ملت داد از نفاقِ ملت

دانی کہ کرد خدمت از بہرِ دینِ احمدؐ — دانی کہ بود در عشق بر عاشقان سرمد
مظلوم کربلا بود نوبادۂ محمدؐ — بنمود جانِ خود را بذل از دو ذوقِ امت

داد از نفاقِ ملت داد از نفاقِ ملت

از بہرِ حفظ اسلام در راہِ عشق سر داد — ہم با عزیز برادر ہم با حبیب پسر داد
پیغمبرِ کرم از قتلش خبر داد — فرمود انتہائے ماہ اندر محاق[1] ملت

داد از نفاقِ ملت داد از نفاقِ ملت

اشرف تو پیروی کن از سرورِ شہیداں — ورنہ ز لفظِ مسلم کے میشوی مسلماں
بنگر چگونہ با شوق سر دادہ شاد و خنداں — تا بنگری امروز در اشتیاقِ ملت

داد از نفاقِ ملت داد از نفاقِ ملت

[illegible] سید اشرف الدین اشرفی [illegible]

نصیحت

اے اشرفِ بیچارہ در فکرِ اطاعت شو — عمرت ز جہل بگذشت مشغولِ عبادت شو
در مدرسہ از آخوند جویائے ہدایت شو — اے خانہ خراب از شب [illegible] ذلت شو
خواہی کہ شوی رسوا ہمرنگِ جماعت شو

---

[1] محاق۔ چاند کا گھٹنا۔ ہر مہینہ کی آخری تاریک راتیں جن میں چاند نظر نہیں آتا۔

آیا تو نه فهمیدی طرز عرفا دارد — صدر الفصحا دارد تاج الشعرا دارد
دزدان دغل پیشه گرگان دغا دارد — ای خانه خراب اینجا آماده ذلت شو
خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

اشعار لطیف را طفلان همه میدانند — در مدرسه و خیزیا هلهله می خوانند
زین هفته با آن هفته در فکر تو می مانند — تعطیل مکن هرگز با رحم و مروت شو
خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

یا هو تو که درویشی در میکده بیرق زن — حق گوی توئی امروز فریاد انا الحق زن
هان بوی بهشت آمد از سبزه معلق زن — در صحن چمن چندی آسوده و راحت شو
خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

این شعر نوشتن چیست ای شاعر دیوانه — برخیز بیا با یک شب تو به میخانه
در جام می وحدت بین لذت شاهانه — طبل ملکوتی زن مست از می وحدت شو
خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

هرچند که شعر تو چون میوه تر باشد — مضمون عبارت چون شهد و شکر باشد
این شیوه سخن گفتن دارای خطر باشد — وندان بجگر بگذار غرق غم و محنت شو
خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت

آیا تو نمی بینی ارباب جسم اندرا — [illegible]
در زلزله افگندی ارکان عمامه را — با توبه [illegible] شو

خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

تا چشم حسودان کور از طرز کلام تو — جان عرفا چون مرغ افتاده بدام تو
روح شعرا دارد فخریه ز نام تو — غواص معانی باش دریای بلاغت شو

خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

ما بسطر فنان بر کف از صلح نوا داریم — امید ترقی هم زین وزن ندا داریم
در صحن بهارستان کاشانه دکلا داریم — با خاطر جمع امروز مشغول کتابت شو

خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

از باد بهاری باز گلزار شده خوشبو — آمد بسوی گلشن بانو چون آهو
مرغان چمن گویند هنگامه یاسمن هو — با نغمه روحانی عازم سوی جنت شو

خواهی نشوی رسوا همرنگ جماعت شو

(آقای سید اشرف الدین رشتی نسیم)

اقرار و انکار

همیشه مسلک ما پیروی خدا بوده — بپاس دین خدا جان ما فدا بوده
تمام تابع شرع رسول مختاریم — تمام پیرو فرمان آل اطهاریم
خدا گواه است آنچه را دروغ می‌گویند
تمام حرف سخن چینهای [illegible] می‌گویند

میانه دو برادر نفاق و کینه ز چیست — حدیث بصره و بغداد و در مدینه ز چیست
برائے مذهب خود می کنیم جانبازی — شویم شهرهٔ آفاق در سرافرازی

خداگواست تمامی دروغ میگویند
بحق حق سخن بے فروغ می گویند

کتاب و قبله و دین خدا یکیست یکی — برادران وطن دین ما یکیست یکی
مقلد علمائیم جملگی والله — رساله و ره نقل ماست روز و شب تا الله

خداگواست تمامی دروغ می گویند
بحق حق سخن بے فروغ می گویند

شد از حساب معین بر صحهٔ امکان — بود نفوس مسلمان چهار صد ملیان
تمام متحدیم و تمام یک رنگیم — مسلمیم همه حاضر از پے جنگیم

خداگواست تمامی دروغ میگویند
بحق حق سخن بے فروغ می گویند

نمی کنیم ز حق انحراف یک کلمه — تمام عاشق اسلامیم و دشمن ظلمه
زمام ماست تمامی بدست مجتهدین — نشسته ایم تمامی به بیعت مجتهدین

خداگواست تمامی دروغ میگویند
بحق حق سخن بے فروغ می گویند

بروز جنگ ز شمشیر زیان نمی ترسیم — ز توپ و بمب و ز آب و بلا نمی ترسیم

هوای روضهٔ باغ جنان بود ما را — چه ترس و خوف ز تب روان بود ما را

خدا گواه است تمامی دروغ میگویند

بحق حق سخن بی فروغ می گویند

تبارک الله از این مجلس بهارستان — که شد ز خوان درو دیار ارکان ستان

زنیم بوسه در مجلس بپا شده — کنیم جان و تن خود فدای مشروطه

خدا گواه است تمامی دروغ میگویند

بحق حق سخن بی فروغ می گویند

(از سید شرف الدین رشتی نسیم)

مبارک بادا

هرچند بسیار زحمت کشیدیم — حرف بد و خوب هرجا شنیدیم

از بهر مجلس هر سو دویدیم — آخر بدیدیم امروز دیدیم

چون نو و تابان مجلس مبارک

امروز طهران رشک جنان شد — در اتحاد باغ جنان شد

گلبانگ شادی بر آسمان شد — [illegible] گلستان شد

[illegible] مجلس مبارک

این دفعه مجلس تقدیر کرده — [illegible] تقدیر کرده

خوابی که دیدیم تا شب سر کرده　　آن خواب را شیخ تعبیر کرده
بر اهل عرفان مجلس مبارک

خالی گرفتم در نیمهٔ ماه　　از حال مجلس با شاه جمجاه
این شعر حافظ آمد بناگاه　　مشکم مدام است از فضل دلخواه
گفتم غزلخوان مجلس مبارک

ای اهل ایران شادی نمایید　　خود را به مجلس عادی نمایید
شرع خدا را هادی نمایید　　فی الفور قطع وادی نمایید
بر جمع حیران مجلس مبارک

در کار ملت ضامن وکیل است　　این مملکت را آمن وکیل است
هفتم وزیر است تا من وکیل است　　بر کرسی عدل ساکن وکیل است
ها ای وکیلان مجلس مبارک

سررشتهٔ ما گر نیست معلوم　　گردد ز مجلس این دفعه مفهوم
بازیگی زنگ با رومی روم　　ایران مظلوم سلطان معصوم
بر اهل وجدان مجلس مبارک

خورشید اقبال رخشنده بادا　　شمس ترقی فرخنده بادا !!
نور تجدد تابنده بادا　　شاه جوان بخت پاینده بادا
مشروطه خواهان مجلس مبارک

باران آمده

فیض حق شامل بحال خلق ایران آمده — [illegible]
موقع عیش و نشاط و میگساران آمده — [illegible]
سبزه رخشد همچو مروارید غلطان آمده — [illegible]
خاک در جنبش ز تأثیر بهاران آمده — [illegible]
بر همه از [illegible] — [illegible]
[illegible] غرق آب [illegible] آمده — [illegible]
جمله دلها مطمئن [illegible] — [illegible]
در صفا [illegible] از هر سو فراوان آمده — [illegible]
چشم نرگس همچو طفلان [illegible] — [illegible]
دایهٔ باد صبا [illegible] — [illegible]
آمده باران [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
چون [illegible] — [illegible]
این لطافت این طراوت این هوای [illegible] — [illegible]

اے قلندر ہمتی کن وقت قلیان آمده   چونکه باران آمده

(آقای سید اشرف الدین رشتی نسیم)

تبریک عید

رسید عید و جهان را فزود حسن جمال   زهی مبارک ماه و زهی مبارک سال
بهار آمد و بوی بهار می آید   نسیم از طرف لاله زار می آید
بکوه و دشت عیان لاله های احمر شد   دمید صور سرافیل روز محشر شد
از این نسیم بهاری طیور زنده شدند   درختها همه از نفخ صور زنده شدند
زابرهای گهربار و از نسیم بهار   جمیع باغ و چمن گشت پر ز نقش و نگار
بروی لاله نشسته است ژاله چون الماس   ز مغز معارف دعای ما به هوش و حواس
در این بهار بجانت نوید می گوییم   ز صدق بر همه تبریک عید می گوییم
ایا فلک زده ایرانیان سلام علیک   همین سلاله[53] ساسانیان[54] سلام علیک
سلام من بشما ای برادران عزیز   مخدرات[55] جگر خسته خواهران عزیز
سلام من بکسانی که شعر می دانید   به اشتیاق نسیم شمال می خوانید
امیدوار چنانم همیشه خوش باشید   نه اینکه در کف اغیار دستخوش باشید

---

۵۳ سلاله۔ نسل۔ اولاد   ۵۴ ساسانیان ایران کا شاہی خاندان
۵۵ مخدرات۔ عورتیں۔

غلام من برخ جمله ملت طهران / رسید مژده که دیگر تمام شد بحران[51]

اساس وعشرت اقبال تو مبارکباد / بمرد و زن قدم سال نو مبارک باد

سوال کرد زمن یک نفر ز اهل کمال / که چیست معنی تحویل اول هر سال

جواب گفتمش از قول فیلسوف عجم / که ماند در عجم این عید یادگار زجم

زبرج حوت به برج حمل چو شد خورشید / نشسته بود به اورنگ خسروی جمشید

مقابلش قدحی بود از طلای[52] مذاب / در آن قدح دو سه ماهی فگنده بود در آب

در آن دقیقه که تحویل سال شد آگاه / جهید ماهی سرخ از قدح به دامن شاه

زحوت[53] این حرکت چونکه شاه ایران دید / شگفت عارض بخشان او چو گل خندید

یقین نمود که آن روز روز تحویل است / زمان شادی و عیش و نشاط و تجلیل[54] است

نمود حکم تمام نقاره خانه زدند / سرود عید مبارک بعد ترانه زدند

به بخت طالع جمشید مرد و زن آمدند / تمام جشن گرفتند و عید شد نوروز

چو این فسانه ز جم یادگار باقی ماند / به عید [illegible] روزگار باقی ماند

بزرگوار خدایا بحرمت ابرار / بحق [illegible] محمد مختار

بحق جمله پیغمبران اهل ولا / به خون پاک شهیدان دشت کرب و بلا

---

۵۱ بحران - خطرے کا وقت

۵۲ طلای مذاب - پگھلا ہوا سونا [illegible]

۵۳ [illegible]

۵۴ تجلیل [illegible]

تو حفظ کس ز بلا جمله اہل ایران را
خصوص ملت پاک نجیب طہران را

ہماں خوش است ز اخلاص عزم راہ کنیم
دعا ز صدق و ارادت بجان شاہ کنیم

ہمیشہ تا بجہاں عید بر قرار بود
ہمیشہ تا طرب انگیز نو بہار بود

بہ تخت باقی و پاینده باد احمد شاه
بعیش نوش طرب زنده باد احمد شاه

ثنا ہمیشہ ثنا گوئے اشرف الدین است
بر آستانِ تو تبریک عید من این است

داعی سید اشرف الدین رشتی نسیم